https://www.ashrafia.net

ماہنامہ
الاشرف
کراچی
جون ۲۰۲۵ء
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگارِ امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

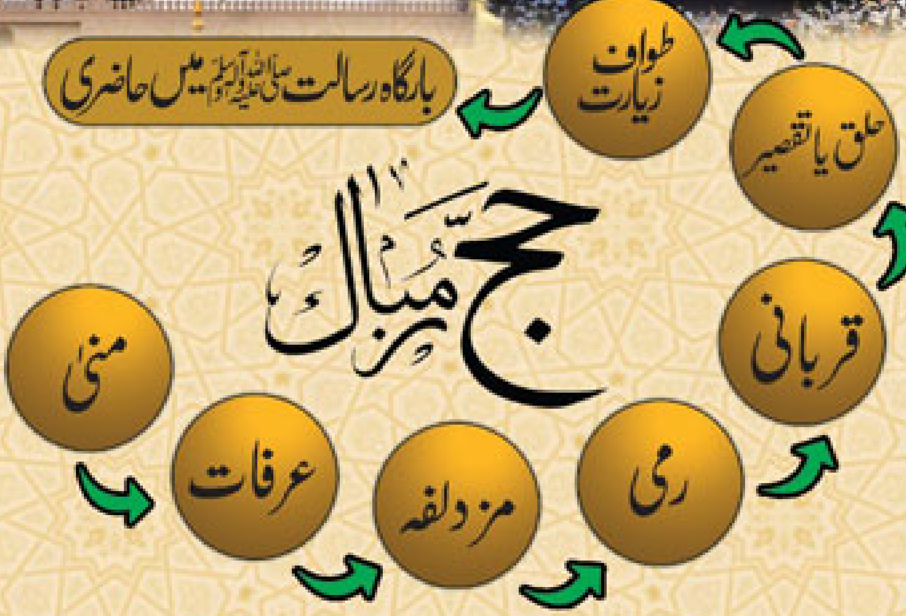

درسِ قرآن
درسِ حدیث
محسنِ انسانیت ﷺ
آبِ زم زم
اسلام میں قربانی
مدینۃ الرسول ﷺ احادیث کی روشنی میں

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ جون ۲۰۲۵ء جلد نمبر ۴۶ شمارہ نمبر ۶

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرّم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

مقام اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگراں انتظامی امور: سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت: سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

عنوان	مصنف	صفحہ
حمد ونعت	جناب عابد صاحب، جناب سید جمیل احمد نقوی صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	9
محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جناب شفیع صابر صاحب	11
عرفانِ شریعت.. حج کے مسائل	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	13
نظریۂ ختم نبوت اور تحذیر الناس... (قسط:۵)	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ	15
اسلام میں قربانی	حضرت مولانا بشیر سیالکوٹی علیہ الرحمہ	18
خطاباتِ فخر المشائخ... سورۂ التکاثر.. مال کی ہوس	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	21
آبِ زم زم	ماخوذ	27
قیامت کی نشانیاں... (قسط: آخری)	حضرت علامہ مولانا بدر القادری رضوی مصباحی (ہالینڈ) علیہ الرحمۃ	30
مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کی روشنی میں...	حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب علیہ الرحمہ	32
حضرت سید مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمہ... (قسط:۲)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	35
تذکرۂ علمائے اشرفیہ... حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری اشرفی علیہ الرحمۃ	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	39
تبصرہ ''آخری پیغام''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	42
مسوڑھے اور دانت کے امراض کا علاج	انتخاب وپیشکش: صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی	44
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	46

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ

حمد

جناب عابد صاحب

تو ہی میرا عقیدہ اور مرا ایمان یااللہ
ترے ہی نام خالق مالک اور رحمن یااللہ

تری ہی بندگی ہے زندگی اہلِ محبت کی
چراغِ راہ ہستی ہے ترا قرآن یااللہ

مہ و مہر و نجوم و کہکشاں تیرے ہی جلوے ہیں
بہر گلشن نمایاں ہے تری ہی شان یااللہ

جمادات و نباتات و فلک جنّ و بشر سارے
تری خلاّقیت کے ہیں یہ کچھ عنوان یااللہ

ترا انعام ہے لاکھوں شہیدوں کی امانت ہے
قیامت تک رہے قائم یہ پاکستان یااللہ

تجھے ڈھونڈوں تجھے دیکھوں ترے قربان ہو جاؤں
ازل سے ہے یہی دل میں مرے ارمان یااللہ

دمِ آخر لبِ عابدؔ پہ جاری ہو یہی کلمہ
کرم ہو جائے یا سبحان یا سلطان یااللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعتِ رسول

جناب سید جمیل احمد نقوی صاحب

میری جانب بھی ہو اِک نگاہ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نُورِ ازل آپ شمعِ حرم آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء

اے بروں از سخن شاہدِ ذُو المنن فخر و شان زمن سیّدِ بابِ محن
نورِ حق مِن و عَن مایۂ جان و تن مرحَبا مرحَبا خاتم الانبیاء

اے جمیل الشیم اے امام الامم آپ ہیں صاحبِ جود و ابرِ کرم
ہستی مغتنم ، قبلۂ محترم اے رسولِ خُدا خاتم الانبیاء

اے فصیح البیاں، اے بلیغ اللساں، اے وحید الزّماں ماورائے گماں
آپ کا نور ہے ازکراں تاکراں شاہدِ کبریا خاتم الانبیاء

مُرسلِ مُرسلاں، سرورِ عرشیاں، ہادیِ انس و جاں، مقبلِ مقبلاں
آپ کی ذات ہے باعثِ کن فِکاں رازِ ارض و سما خاتم الانبیاء

آپ ہیں حق نگر آپ ہیں حق رسا سدرۃُ المنتہیٰ آپ کے زیرِ پا
آپ ہیں مظہر ذات ربُّ العُلیٰ رہبرِ حق نُما خاتم الانبیاء

آپ فخرِ عجم آپ شانِ عرب آپ فضلِ اَتم آپ فیضانِ رب
سرورِ ذی حشم شاہِ والا نسب مرتضیٰ مجتبیٰ خاتم الانبیاء

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

الحمدللہ! پاک بھارت جنگ شروع ہونے سے قبل ہی امریکہ کی مداخلت کی وجہ سے ختم ہوگئی اور دونوں ملکوں میں صلح ہوگئی پڑوسی ملک دشمن بھارت نے اپنی سابقہ روش پر چلتے ہوئے 1965ء کی طرح رات کی تاریکی میں پاکستان کے مختلف شہروں کو نشانہ بنایا۔ اس کے بعد روزانہ مختلف اوقات میں ڈرون حملے کرتے رہے۔ پاک فوج کے جوان ان حملوں کو ناکام بناتے رہے۔ ہمارے صبر وتحمل کو انہوں نے بزدلی سمجھا اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگئے کہ ہم بہت جلد پاکستان کو ختم کردیں گے لیکن جب پاک فوج کے جوانوں نے فجر کے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے جہازوں میں بیٹھ کر انڈیا کی طرف رُخ کیا تو مکار دشمن سہم گیا اور ان کو نہ روک سکا ہمارے پاک فضائیہ کے جوانوں نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں فوجی اڈوں کو نشانہ بنایا اور تباہ کرکے رکھ دیا۔ ان کا ریڈار اور دیگر آلات بری طرح متاثر ہوئے۔ یہاں تک کہ کھڑے جہازوں کو بھی نشانہ بنایا۔ پاک فضائیہ کے طیارے بمباری کرنے کے دوران اور بعد میں بھی وہاں پرواز کرتے رہے لیکن کسی میں ہمت نہ تھی کہ ان کو روک سکتا یا میزائل مار کر ان کے جہاز کو تباہ کرسکتا۔ پاکستان نے جب ہندوستان کو جب دندان شکست جواب دیا تو پھر دشمن یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا اگر صلح نہ کی گئی تو ہوسکتا ہے کہ اس سے بڑا نقصان ہو۔ اس دوران ہندوستان کے میڈیا نے جھوٹ کی انتہاء کردی اور ایسے مقامات پر ہوائی اڈے اور پل اُڑانے کی خبریں دیں جہاں یہ دونوں چیزیں نہیں تھیں۔ بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بہت بڑا کرم ہوا کہ جنگ بندی ہوگئی اور ہندوستان کا غرور بھی چکنا چور ہوگیا۔ اِسے پتا چل گیا کہ پاکستان جسے وہ بہت کمزور سمجھ رہا تھا وہ حقیقت میں شیر ہے۔ اس سے پنجہ آزمائی کرنا آسان نہیں۔ ہم اس موقع پر چیف آف آرمی اسٹاف جناب حافظ عاصم منیر صاحب کو سلام پیش کرتے ہیں اور مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے اس موقع پر جس طرح دشمن کو منہ توڑ جواب دیا وہ واقعی قابلِ تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ! اس مملکتِ خداداد پاکستان کو قائم و دائم رکھے، اس کے مٹانے والوں کو مٹادے اور اس کے ختم کرنے والوں کو ختم کردے اور

https://www.ashrafia.net

اس میں بسنے والے مسلمانوں کی عزت، مال اور جانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

آہ!!! محمد اسماعیل اشرفی مرحوم ومغفور:

والدِ محترم سیدی وسندی مرشدی والدی ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے مریدِ خاص جناب محمد اسماعیل اشرفی مرحوم طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

وہ ایک نیک، متقی، پرہیزگار اور اپنے پیر و مرشد سے بے حد محبت کرنے والے انسان تھے۔ انہیں اپنے پیر و مرشد حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی۔ وہ خانوادۂ اشرفیہ کے ہر فرد سے اسی طرح محبت کرتے تھے عرس شریف کی محفل میں، رمضان المبارک کے پروگرام میں اجتماعی قربانی کے سلسلے میں، درگاہ شریف میں جو پروگرام ہوتا ہے اس میں ان کا کردار قابلِ تعریف تھا۔ وہ ان تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ 1997ء میں انہوں نے میرے ساتھ ہندوستان کا سفر کیا۔ ہم تین شہروں میں گئے دہلی، لکھنؤ اور بنگلور، اس سفر کے دوران انہوں نے بڑی خدمت کی، اس طرح بغداد کے سفر میں بھی وہ ہمارے ساتھ تھے، اس کے علاوہ دو عمرے بھی انہوں نے ہمارے ساتھ کیے۔ ان تمام اسفار میں خادم کی حیثیت سے رہے اور بھرپور خدمت کی۔ کراچی سے میرپور خاص، حیدرآباد، سکھر اور پنجاب کے مختلف شہروں کا سفر انہوں نے ہمارے ساتھ کیا لیکن کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ تقریباً 8 یا 10 سال قبل ڈاکٹر نے انہیں بتایا کہ ان کا جگر خراب ہو رہا ہے، اس کا ٹرانسپلانٹ کرانا ضروری ہے۔ انہوں نے مختلف ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج کیے، وقت گزرتا گیا اور ان کی حالت مزید خراب ہوتی گئی اور بالآخر جس چیز سے وہ بچنا چاہتے تھے یعنی ٹرانسپلانٹ، وہی کرانا پڑا۔ آپریشن تو صحیح ہو گیا لیکن بعد میں کچھ ایسی چیزیں پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے ان کی صحت گرتی رہی اور بالآخر ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے بیماری کے دوران بڑی تکلیف اُٹھائی۔ خانوادۂ اشرفیہ کے ہر فرد نے ان کے انتقال کے صدمے کو محسوس کیا اور ان کے لیے دعا کی۔ ہم خانوادۂ اشرفیہ کی جانب سے بارگاہِ رب العزت میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، زندگی میں جو نیک کام انہوں نے کیے اُسے اپنی بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے اور بیماری کے دوران جو تکالیف، پریشانیاں انہوں نے اُٹھائیں اُسے اِن کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اہل خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

اہلسنت میں انتشار کی کوشش:

آج کل ہمارے ملک خصوصاً ہمارے شہر کراچی میں ایسے واقعات رونما ہوئے، جن کی وجہ سے اہلسنت میں انتشار پیدا کیا گیا بڑے بڑے علماء اس کا شکار ہو گئے۔ اس دوران ایک دوسرے کی بے عزتی، گالیاں اور بُرا بھلا کہنے کی حدیں بھی پار ہونے لگیں۔ کچھ لوگوں کے متعلق ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہوا

https://www.ashrafia.net

کہ واقعی یہ لوگ عالم ہیں؟ یا عالم کے روپ میں کوئی اور؟ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم دوسروں سے اپنے عقائد کے بارے میں لڑتے تھے لیکن یہاں تو اپنے ہی ایک دوسرے کے عقائد ونظریات کے خلاف پروپیگنڈا کرنے لگے۔ غرضیکہ ایسی فضاء پیدا کی گئی کہ عام لوگ علماء سے متنفر ہو جائیں اور ان کی بات سنا چھوڑ دیں لیکن کچھ سنجیدہ علماء درمیان میں آئے اور انہوں نے ان حضرات کے درمیان تصفیہ کرایا۔ بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ تصفیہ نہیں ہوا، بہر حال ہم اپنے مریدین ومعتقدین اور متعلقین سلسلۂ اشرفیہ کو یہ ہدایت دیتے ہیں کہ وہ ان تمام معاملات سے دور رہیں۔ ادب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں، بڑوں کے اختلاف میں مداخلت کرنے کی کوشش نہ کریں، کوئی بھی عالم ہو یا شیخ ہو، اُس کا ادب لازم ہے۔ کسی کے پیر کو نہ چھیڑیں اور اپنے پیر کو نہ چھوڑیں۔ ہمارے مشائخ طریقت نے ہمیں یہی ادب سکھایا ہے کہ ہر شیخ کا ادب کرنا ہے، ہر عالم کا ادب کرنا ہے، ہر بڑے کا ادب کرنا ہے، ہر ولی کا ادب کرنا ہے اور سب سے بڑھ کر ادب پوری کائنات میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرنا ہے۔

با ادب بانصیب　　　　بے ادب بے نصیب

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ انتشار کی فضاء کچھ کم ہوئی ہے لیکن ابھی بھی کچھ لوگ اس سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ہم سب اہل طریقت و اہل محبت کو بزرگانِ دین اولیائے کاملین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حجاج کی روانگی جاری ہے:

حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حجاج کرام کی حرمین طیبین روانگی جاری ہے اور جب یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو یقیناً وہ خوش نصیب حضرات وہاں پہنچ چکے ہوں گے اور حج کے اراکین ادا کرنے میں مصروف ہوں گے۔ حج ایک ایسی عظیم الشان عبادت ہے جو پوری دنیا میں کسی مذہب اور دین میں ایسی عبادت نہیں ہے۔ سب کا لباس ایک سب کی زبان ایک، سب کی نیت ایک اور سب ایک ہی مقام پر اپنے رب کی بندگی کا اقرار کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ ہماری دعائیں ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عازمین حج کو جو فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے گئے ہیں۔ بخیر وعافیت واپس لائے اور ہم سب کو بھی حرمین طیبین کی بار بار با ادب حاضری نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر : ۷۲ تا ۷۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ وَ قَالَ الۡمَسِیۡحُ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ وَ مَاۡوٰىہُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۔ لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ ۘ وَ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّاۤ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہُوۡا عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۔ اَفَلَا یَتُوۡبُوۡنَ اِلَی اللّٰہِ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔

مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّہٗ صِدِّیۡقَۃٌ ؕ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُبَیِّنُ لَہُمُ الۡاٰیٰتِ ثُمَّ انۡظُرۡ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ۔

ترجمہ: بے شک کفر کیا انہوں نے جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے اور کہا مسیح نے اے بنی اسرائیل پوجو اللہ کو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے، بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً حرام کردی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور نہیں ظالموں کا مددگار، بے شک کافر ہوئے وہ جو کہتے ہیں بے شک اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے اور نہیں کوئی خدا مگر ایک خدا اور اگر باز نہ آئے اس سے جو کہتے ہیں تو ضرور پہنچے گا انہیں جو کافر ہوئے دردناک عذاب، تو کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ کی طرف اور بخشش مانگتے اُس سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ نہیں! مسیح بیٹا مریم کا مگر ایک رسول بے شک ہو گزرے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔ دونوں تھے کھانا کھاتے دیکھو تو ہم کیسی ظاہر کرتے ہیں اُن کے لیے نشانیاں پھر وہ کیسے اُوندھے جاتے ہیں۔

تفسیر:

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ

نصاریٰ کے بہت فرقے ہیں، ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ دو فرقے وہ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ مریم نے اللہ جنا اور یہ بھی ان کا خیال ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ نے ذاتِ عیسیٰ میں محلول کیا اور وہ ان کے ساتھ متحد ہو گیا تو عیسیٰ اللہ ہو گے (تفسیرِ خازن) تو اس خیالِ فاسدہ کا اس طرح رد کیا۔

https://www.ashrafia.net

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ .... وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

حضرت مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا تھا کہ:

''اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ارفع و اعلیٰ ہے کہ میرا اور تمہارا سب کا وہی رب ہے، میں اس کا بندہ ہوں نہ کہ اللہ، جیسا کہ تم اپنے توہمات کی بناء پر کہتے ہو۔ حلول کا عقیدہ بھی باطل ہے اور مجھے خدا کہنے کا دعویٰ بھی غلط ہے اور اگر تم اپنے توہمات میں ہی پڑے رہے تو یاد رکھو کہ یہ شرک ہے اور جو اللہ کا شریک مانے وہ مشرک ہے اور اس پر اللہ نے جنت حرام فرمائی ہے، اس کا ٹھکانہ ابدالآباد کے لیے جہنم ہے اور اس کا کوئی ناصر اور مددگار نہیں ہے''۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا .... وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

یہ دوسرے دو فرقوں کا خیال ہے:

(۱) مرقوسیہ اور (۲) نسطوریہ

ان کا یہ کہنا کہ اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ سے ان کا یہ مطلب تھا کہ (معاذ اللہ) اللہ اور مریم اور عیسیٰ تینوں الٰہ ہیں اور منصبِ الوہیت ان تینوں میں مشترک ہے۔

متکلمین فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کے عقیدہ میں باپ، بیٹا، روح القدس یہ تینوں مل کر ایک الٰہ ہیں۔

اس کا رد کیا گیا اور فرمایا:

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

اور کوئی خدا نہیں مگر ایک خدا، نہ اس کا کوئی ثانی نہ ثالث، بلکہ وہ ذات وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ (لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد) ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّيْ

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

پھر توبیجا ارشاد ہوا:

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ .... مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

پھر تشفیقاً ارشاد ہوا کہ انہیں چاہیے کہ توبہ کریں اور اللہ سے بخشش طلب کریں اللہ بخشنے والا مہربان ہے، پھر اس امر کی مزید تصریح فرمائی کہ مسیح اور ان کی والدہ حقیقتاً کیا ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ .... ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

یعنی مسیح جب ان رسولوں جیسے ایک رسول ہیں، جو ان سے پہلے بھی بہت رسول گزر چکے ہیں تو انہیں الٰہ ماننا غلط ہے اور ایسا عقیدہ کسی غیر خدا کے ساتھ رکھنا کفر ہے۔

البتہ وہ بھی مثل اور نبیوں کے معجزات لائے جو ان کی صدق نبوت کی دلیل تھے تو حضرت مسیح علیہ السلام بھی رسول ہی ہیں ان کے معجزات بھی دلیلِ نبوت ہیں، انہیں رسول ہی ماننا چاہیے جیسے اور انبیاء علیہم السلام کو معجزات کی بناء پر خدا نہیں مانا جاتا۔ اِنہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانو اور والدہ صدیقہ ہیں جو اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی مصدقہ ہیں۔

پھر فرمایا: كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ غذا کے محتاج تھے۔ (بقیہ صفحہ نمبر:۲۹)

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُكَيْمٍ قَالَ اَتَانَا كِتٰبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ.

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ. (رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَّجُرُّوْنَ شَاةً لَّهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ.

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

وَعَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ فَاِذَا قِرْبَةٌ مُّعَلَّقَةٌ فَسَاَلَ الْمَاءَ فَقَالُوْا لَهٗ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا.

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ)

ترجمہ:

اور روایت ہے عبداللہ ابن عکیم رضی اللہ عنہ سے (۱) فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا کہ: تم نہ مردار کی کھال سے نفع اٹھاؤ نہ پٹھے سے (۲)

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار کی کھالوں سے نفع حاصل کرنے کا حکم دیا جب پکالی جائیں (۳) (مالک، ابوداؤد)

روایت ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ قریش کے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرے جو اپنی مری بکری کو گدھے کی طرح کھینچ رہے تھے۔ ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم نے اس کی کھال لے لی ہوتی'' وہ بولے کہ یہ تو مردار ہے (۴) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اسے پانی اور ببول کے پتے پاک کر دیتے ہیں'' (۵) (احمد و ابوداؤد)

روایت ہے حضرت سلمہ ابن محبق رضی اللہ عنہ سے (۶) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں (۷) ایک کے گھر تشریف لے گئے وہاں مشک لٹکی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا، وہ بولے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مردار کی کھال ہے

https://www.ashrafia.net

فرمایا: ''اس کا پکالینا اس کی پاکی ہے''۔(۸) (احمد و ابو داود)

شرح:

تابعی کا تعارف:

(۱) آپ تابعین میں سے ہیں کہ حضورِ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کرسکے، قبیلہ بنی بابلہ سے ہیں یا جہنیہ سے حضرت عمر فاروق، ابن مسعود، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی ہے، کوفہ میں قیام رہا (۲) کچی کھال کو ''اہاب'' کہتے ہیں اور پکی کو ''جلد''۔ مردار کی کچی کھال بھی نجس ہے اور پٹھا بھی کہ نہ اس سے نفع لینا جائز، نہ اس کی تجارت حلال۔ پکانے اور خشک کرنے کے بعد سب کچھ جائز ہے کہ مردار کا سینگ، ناخن وغیرہ جن میں زندگی کا اثر نہیں ہوتا اور جن کے کاٹنے سے اسے تکلیف بھی نہیں ہوتی ان سے نفع اٹھانا مطلقاً جائز ہے، یہی تمام آئمہ کا مذہب ہے۔

(۳) یہ حکم اباحت اور اجازت کا ہے نہ کہ وجوب کا۔ مردار سے مراد خنزیر اور انسان کے سوا باقی حیوانات ہیں، خیال رہے کہ مردار کی کھال تو پک کر پاک ہوتی ہے لیکن ذبح شدہ جانور کی کچی کھال بھی پاک ہے، جانور حلال ہو یا حرام حدیث بالکل صحیح ہے

(۴) ان کا یہ خیال تھا کہ قرآن پاک کا فرمان "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ" مردار کی ہر چیز کو شامل ہے کہ نہ اس کا کھانا جائز اور نہ اس کی کسی چیز کا استعمال کسی طرح حلال، اس خیال پر وہ اسے پھینکنے کے لیے جارہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حدیث کے بغیر قرآن کی سمجھ ناممکن ہے (۵) خیال رہے کہ کھال کی پاکی کے لیے دھونا فرض نہیں لہٰذا یہاں پانی سے مراد کچی دباغت ہے یعنی دھو کر سکھالینا اور ببول کی پتے اور چھال سے مراد پکی دباغت ہے اور ہوسکتا ہے کہ پانی سے مراد دھونا ہی ہو اور حکم استحبابی ہو یعنی کھال دھو کر پکانا بہت بہتر ہے۔

صحابی کا تعارف:

(۶) آپ صحابی ہیں، شام کے رہنے والے ہیں۔ بعض لوگوں نے محبق کی ب کو زیر پڑھا ہے مگر صحیح فتح ہے۔ آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایت لی ہیں (۷) تبوک، مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے، غزوۂ تبوک ۹ھ میں ہوا، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری باقاعدہ غزوہ ہے (۸) ان لوگوں نے اپنے خیال میں اس مشک کو ناپاک خیال کیا ہوا تھا اور اس کا پانی پیتے نہ تھے، بلکہ گارے وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ پکنے سے پاک ہوچکی ہے، اس کا پانی پینا جائز ہے''۔

منقبت خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بہارِ باغِ ایماں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں
چراغِ بزمِ عرفاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

رسول اللہ نے فاروق کو اللہ سے مانگا
عطائے ربِ سبحاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

وہ عالم دَبدبہ کا کانپتے ہیں قیصر و کسریٰ
ہے جن سے دین کی شاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

محسنِ انسانیت ﷺ

جناب شفیع صابر صاحب

یوں تو بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اتنے ہیں کہ کوئی شمار نہیں کرسکتا تاہم قرآنی الفاظ میں اللہ کریم نے صاحب ایمان لوگوں پر اپنا سب سے بڑا احسان یہ جتایا ہے بنی نوع انسان کی ہدایت واصلاح کے لیے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کا کلام پڑھ کر سناتا ہے۔ان کے افکار واعمال کا تزکیہ کرتا ہے انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اگرچہ تمام انبیائے کرام اسی لیے مبعوث ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک پہنچائیں اور اس کی تعلیمات پر خود عمل کر کے دکھائیں تاہم ان کا پیغام اپنے اپنے زمانے اور اپنے اپنے علاقے تک محدود تھا جب کہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام آفاقی اور ابدی ہے۔یہ پیغام جامع واکمل ہے، نہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے، نہ قرآن مجید کے بعد کوئی کتاب ہدایت کے لیے اور نہ اسلام کے بعد کوئی دین ہے۔اسی لیے حضور جانِ عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو تمام طالبانِ ہدایت کے لیے بہترین نمونہ عمل قرار دیا گیا اور انہیں عالم انسانیت کا محسن اعظم بنایا گیا ہے جو شخص بھی اپنی فلاح اور اپنی اصلاح چاہتا ہے اس کے لیے معلم انسانیت ﷺ کی تعلیمات، سیدالمرسلین ﷺ کا اپنا عمل اور جانِ عالم ﷺ کی بتلائی ہوئی راہ ہی کامیابی اور کامرانی کی ضمانت ہے۔ حضورِ انور ﷺ ایک چشمہ فیض ہیں، ابر رحمت ہیں، آفتاب ہدایت ہیں، مینارۂ نور ہیں، سراپا رحمت ہیں، محسن انسانیت ہیں، آپ کے اسوۂ حسنہ میں جامعیت ہے، زندگی کے ہر موڑ پر انسان کو اس سے رہنمائی ملتی ہے، نور ملتا ہے بصیرت حاصل ہوتی ہے، اطمینان قلب اور سرور ملتا ہے اور فوز وفلاح کی منزل ہاتھ آتی ہے۔

محسن انسانیت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنایا، ان کی بعثت کا مقصد ہی یہ قرار دیا کہ مخلوقِ خدا رشد وہدایت اور نورِ بصیرت سے بہرہ ور ہو۔آپ ﷺ کی ذات اقدس کو عالم کی نورانی نزہتوں اور روحانی حقیقتوں سے سرفراز فرمایا۔تمام تر انسانی صفات کا جامع بنایا آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں تمام انبیاء ورسل کی سیرتوں کو سمو دیا گیا۔آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کو کمال نورانیت کا مجسمہ اور جمال بشریت کا کامل نمونہ بنا دیا گیا تاکہ خاتم النبیین ﷺ کی جامعیت کبریٰ

https://www.ashrafia.net

میں ذرہ بھر بھی کمی باقی نہ رہے۔

میلادالنبی ﷺ کا دن پورے عالم انسانیت کے لیے جشنِ عید ہے۔ اس سے بڑھ کہ مبارک دن نہ کبھی دنیا میں طلوع ہوا نہ ہوگا۔ اس دن رحمۃ اللعالمین ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری رحمت وسعادت کا ذریعہ بنی اور دکھی انسانیت کو اپنے دامن میں پناہ ملی۔ اس دن تخلیق کائنات کے اصل مقاصد کی تکمیل ہوئی۔ اسی دن دنیا میں عوامی حکومت کی بنیاد پڑی، قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج بے وقعت ہو گئے، انسان پر انسان کی حکومت ختم ہوگئی، مسجد نبوی سے عالم انسانیت کو ایک ایسا نظامِ حکومت دیا جس کی بنیاد انسانی شرف پر تھی۔ جس میں بڑا وہ تھا جو زیادہ متقی ہو، زیادہ پاکباز ہو، زیادہ خادمِ خلق ہو، سلطان ابن سلطان کی فرماں روائی کی جگہ اللہ کے نیک بندوں کی حکومت قائم ہوئی، رنگ ونسل کا افتخار ختم ہوا اور صاحبانِ کردار کا وقار بحال ہوا۔ صرف عرب ہی نہیں سارا عالم شرق وغرب تعلیماتِ محمدی ﷺ کے انوار سے جگمگا اٹھا۔ وہ دن گزر گئے جب انسانوں کو حیوانوں سے بھی ذلیل تر سمجھا جاتا تھا، جب بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، جب بیوہ عورتیں اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ ہی جل مرتی تھیں، جب بیواؤں کو منحوس سمجھا جاتا تھا، انہیں دوسری شادی کی اجازت نہ تھی جب حجر وشجر کی پرستش ہوتی تھی، جب توہم پرستی نے انسانی ذہنوں پر سیاہ پردے ڈال رکھے تھے۔ ایسے میں نبی ﷺ نے انسان کو اس پستی سے نکالا اور اسے اشرف المخلوقات کے بلند مقام تک پہنچا دیا، جانِ کونین ﷺ نے خود خدمتِ خلق کو اپنایا، غلاموں پر شفقت فرماتے، بڑے سے بڑے دشمن کو معاف کر دیتے، حسن کلام سے کام لیتے، ہر ایک کے دکھ درد کو اپنا دکھ سمجھتے۔

ایک مشہور دانشور کے الفاظ میں محسن انسانیت ﷺ وہ ہستی عظیم تھے جو غریب کے محب، مسکین کے ساتھی، شاہوں کے تاج، غلاموں کے محسن، یتیموں کا سہارا، بے آسروں کا آسرا بے گھروں کے مولیٰ اور دردمندوں کی دوا، چارہ گروں کے معاون، مساوات کے حامی، اخوت کے بانی، کامل انسان اور آخری رسول تھے۔ محسن انسانیت ﷺ آفاقی قدروں اور انسان دوستی کے علمبردار تھے، ان کی تعلیم ہر انسان کے لیے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔

جانِ عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"ساری مخلوق ایک اللہ کا کنبہ ہے"۔

آقائے نامدار ﷺ کا پیغام ہے کہ:

"اللہ اس پر مہربانی نہیں فرمائے گا جو مخلوقِ خدا پر مہربانی نہیں کرتا"۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"اچھا وہ ہے جو دوستوں کے لیے فیض رساں ہو"۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

""کسی کا حق غصب کرنے والے کے لیے اسلام میں کوئی جگہ نہیں"۔

https://www.ashrafia.net

فقہی سوالات کے جوابات

عرفانِ شریعت

حج ......کے مسائل

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: اگر حالتِ حیض میں عمرہ کیے بغیر حج شروع ہو جائے؟ جیسے ماہواری کی حالت میں مکہ پہنچنا اور ختم ہونے سے پہلے حج شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ماہواری کی وجہ سے عمرہ ادا کرنے سے پہلے اگر حج کے ایام شروع ہو جائیں تو اس صورت میں مذکورہ خاتون عمرہ کا احرام کھول کر غسل یا وضو کر کے حج کے لیے احرام باندھ لے اور طواف کے علاوہ حج کے افعال ادا کرتی رہے اور پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت کر کے حج سے فارغ جائے اور جو عمرہ ماہواری کی وجہ سے رہ گیا تھا وہ مسجدِ تنعیم یا مسجد جعرانہ سے احرام باندھ کر ادا کرلے، مذکورہ صورت میں عورت پر کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔ "غنية الناسك" میں ہے:

وحيضها لا يمنع نسكاً إلا الطواف فهو حرام من وجهين: دخولها المسجد و ترك واجب الطهارة فلو حاضت قبل الإحرام إغتسلت و أحرمت و شهدت جميع المناسك إلا الطواف و السعي لأنه لا يصح بدون الطواف و لا يلزمها دم لترك الصدر و تأخير الزيارة عن وقته لعذر الحيض و النفاس (باب الإحرام، فصل في إحرام المرأة، ط: إدارة القرآن)

سوال: حالتِ حیض میں سعی کی جاسکتی ہے؟

جواب: حیض کی حالت میں سعی نہیں کرنی چاہیے، تاہم اگر کسی نے کرلی تو ادا ہو جائے گی، دوبارہ سعی کرلینا بہتر ہے لازمی نہیں۔ جیسا کہ "فتاوی ہندیہ" میں ہے

"وإن سعى جنباً أو حائضاً أو نفساء فسعيه صحيح".

(كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس في الطواف و السعي، ۱/۲۴۷، ط: رشيدية)

"البحر الرائق" میں ہے:

والأفضل أن يعيد السعي؛ لأنه تبع للطواف و إن لم يعده فلا شيء عليه لأن الطهارة ليست شرطاً في السعي.

(كتاب الحج، باب الجنايات، ۲/۲۳، ط: سعيد)

سوال: مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام سے پہلے حج شروع ہو جائے، مسافرت یا اقامت شمار کیا جائے گا؟ اگر حج کے بعد پندرہ دن ہو یا نہ ہو۔

جواب: حج کے ایام میں منیٰ روانگی سے قبل جس شخص کا پندرہ

https://www.ashrafia.net

دن یا اس سے زیادہ دنوں تک مکہ مکرمہ میں قیام ہو وہ مقیم شمار ہوگا جب کہ منیٰ روانگی سے قبل تک جس کا مکہ مکرمہ میں قیام پندرہ دن نہ ہو وہ مسافر شمار ہوگا۔

سوال: اگر مکہ مکرمہ سے اپنے وطن کے بجائے مدینہ منورہ روانگی ہو تو طوافِ وداع کا حکم؟

جواب: میقات سے باہر رہنے والوں پر حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے واپس ہوتے وقت طوافِ وداع کرنا واجب ہے، خواہ مکہ مکرمہ سے نکل کر براہِ راست اپنے وطن لوٹنا ہو یا مدینہ منورہ سے ہو کر لوٹنا ہو، لہٰذا مدینہ منورہ روانگی سے قبل طوافِ وداع کر کے روانہ ہونا چاہیے۔

"الدر المختار مع رد المحتار" میں ہے:

طاف للصدر أو الوداع سبعة أشواط بلا رمل و سعي و هو واجب إلا علی أهل مكة و من في حكمهم.

(کتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ۲/۵۲۳، ط: سعید)

سوال: طوافِ زیارت کی سعی حج سے پہلے کی جاسکتی ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس کے لیے نفلی طواف کرنا ہوگا اور رمل اور اضطباع بھی؟

جواب: طوافِ زیارت کی سعی حج سے پہلے کی جاسکتی ہے البتہ اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ حج کا احرام باندھ کر پہلے ایک نفلی طواف کیا جائے پھر سعی کی جائے اور اس طواف میں مردوں کے لیے اضطباع بھی ہوگا اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرنا ہوگا۔ "اللباب في شرح الكتاب" میں ہے:

فإن كان سعى بين الصفا و المروة سابقاً (عقب طواف القدوم لم يرمل في هذا الطواف) لأن الرمل في طواف بعده سعي...الخ

(کتاب الحج، ۱/۳۰۳، ط: دار الکتاب العربي)

سوال: محرم حالتِ احرام میں اپنے بال خود کاٹ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: محرم احرام سے نکلنے کے لیے خود اپنے بال کاٹ سکتا ہے۔

سوال: حرم کی حدود کیا ہیں؟

جواب: مسجدِ حرام کے داخلی دروازے سے لے کر اندر تک کی تمام جگہ مسجد حرام کا حصہ ہے، جہاں حیض، نفاس یا جنابت کی حالت میں جانے کی اجازت نہیں البتہ سعی کا مقام مسجدِ حرام کا حصہ نہیں ہے۔

سوال: کیا کوئی عورت اپنی بیٹی اور داماد کے ساتھ عمرہ پر جاسکتی ہے اور کیا ان کے ساتھ اس عورت کی دوسری بیٹی بھی جاسکتی ہے؟

جواب: عورت اپنے داماد کے ساتھ حج یا عمرہ پر جاسکتی ہے کیونکہ داماد اس کے لیے دائمی محرم ہے۔ البتہ اس عورت کی دوسری بیٹی (یعنی وہ بیٹی جو اس داماد کی بیوی نہیں ہے) اس کے ساتھ نہیں جاسکتی، کیونکہ داماد اس کے لیے محرم نہیں۔

https://www.ashrafia.net

﴿قسط:٦﴾

نظریۂ ختمِ نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

اور آپ ﷺ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے اور اسی پر صحابہ وتابعین اور تمام علمائے دین کا اجماع ہے۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

۲) تاخر زمانی میں کسی کے لیے کوئی فضیلت ہو یا نہ ہو، مگر ایک نبی کے لیے اس میں اتنی بڑی فضیلت ہے جس کا کما حقہ ادراک ایک غیر نبی سے ناممکن ہے۔ اس لیے کہ جو آخری نبی ہوگا لازمی طور پر اس کی شریعت آخری شریعت ہوگی اور اس قدر کامل و مکمل ہوگی کہ مزید اس کی تکمیل کا سوال نہ ہوگا۔ اس کی نبوت کا دائرہ ساری کائنات کو محیط ہوگا۔ وہ کسی ایک قوم یا محدود زمانے کا نبی نہ ہوگا، بلکہ قیامت تک اس کی عظمت و شوکت کا پرچم لہراتا رہے گا اور وہ صرف نبی ہی نہ ہوگا، بلکہ رسول بھی ہوگا، جس کی رسالت، رسالت عامہ ہوگی۔ وہ اگر ایک طرف سارے عالم کے لیے نذیر ہوگا تو دوسری طرف سارے عالم کے لیے ہادی، کامل اور رحمتِ مجسم بھی ہوگا۔

۳) جب ایک نبی کے لیے تاخر زمانی میں اس قدر فضیلتیں ہیں تو پھر ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو اوصافِ مدح میں رکھتے ہوئے بھی ''خاتم النبیین'' کا معنی آخری نبی ہی ہے اس کا معنی آخری نبی لینے سے نہ یہ کلمات اوصافِ مدح سے نکلتے ہیں اور نہ ہی یہ مقام ''مقامِ مدح'' سے۔

۴) خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء لینے سے نہ تو خدائے تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اور نہ رسولِ کریم ﷺ کی قدر و منزلت میں کمی کا احتمال اور نہ ہی کلامِ الٰہی پر بے ارتباطی کا الزام۔ اس لیے کہ اگر خدانخواستہ خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء لینے سے یہ خرابیاں لازم آتیں تو ناممکن تھا کہ تمام علمائے، تقدمین و متاخرین بیک زبان اور بیک قلم اس بات پر اتفاق کر لیتے کہ خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدی فرما دیا ہے۔

۵) خاتم النبیین کا ایسا معنی بتانا کہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے۔ قرآنِ کریم کے ثابت شدہ اجماعی مفہوم کو بدلنے کی شرمناک کوشش ہے، جس کا کفر ہونا اظہر من الشمس ہے۔

https://www.ashrafia.net

مذکورہ بالا نتائج کو ذہن نشین کرتے ہوئے آیئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اثر پر ایک تحقیقی نظر ڈالیے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیساکم و نبی کنبیکم۔ (در منثور وغیرہ)

بے شک اللہ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں، ہر زمین میں آدم تمہارے آدم کی طرح اور نوح تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی تمہارے نبی کی طرح ہیں۔

اس اثر سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جس زمین پر ہم بستے ہیں، اس زمین کے علاوہ بھی زمین کے چھ طبقے ہیں اور ہر طبقہ میں رشد و ہدایت کا کام انجام دینے کے لیے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی اور ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقہ میں مبداء و منتہیٰ صرف ہی ایک ہوں گے۔ لہٰذا اثر مذکور میں ہر طبقے کے اوّل کو ہمارے طبقہ کے اوّل سے نفس اولیت میں اور ہر طبقے کے آخر کو ہمارے طبقے کے آخر سے آخر ہونے میں تشبیہ دے دی گئی

مگر اس اثر کے کسی گوشے سے یہ پتا نہیں چلتا کہ ہمارے طبقہ کے حضرت آدم و نوح و ابراہیم وغیرہ ان طبقاتِ باقیہ کے حضرت آدم و نوح و ابراہیم وغیرہ کے ہم عصر تھے یا ان سے مقدم و مؤخر یا یہ کہ مثلاً ہمارے طبقہ کے آدم سے دوسرے بعض طبقہ کے آدم مقدم، بعض طبقے کے آدم مؤخر اور بعض طبقہ کے آدم ہم عصر رہے۔ ہاں اثر مذکور کے ظاہری الفاظ یہ ضرور اشارہ کررہے ہیں کہ جس طرح ہمارے طبقے میں تشریعی اور غیر تشریعی دونوں طرح کے نبی ہوتے رہے، یہی حال ان طبقوں کا بھی ہے۔ اب رہ گئے ہمارے طبقہ کے علاوہ دوسرے طبقوں کے حضرات خاتم وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقدم و مؤخر تھے یا ہم عصر؟ اثر مذکور یہ بھی بتانے سے خاموش ہے ہمارے طبقہ کے خاتم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر دوسرے طبقات کے خاتم پر غور کیا جائے تو عقلاً چار صورتیں نکلتی ہیں۔

اوّل: یہ کہ نچلے طبقات کے خاتم کے کل یا ان کا بعض حضور جانِ عالم ﷺ کے عصر کے بعد ہوئے ہوں۔

دوم: یہ کہ مقدم ہوئے ہوں، یعنی حضور اکرم ﷺ کا عصر انہیں نہ ملا ہو۔

سوم: یہ کہ ہم عصر بھی ہوں اور صاحب شرع جدید بھی۔

چہارم: یہ کہ ہم عصر ہوں، مگر صاحب شرع جدید نہ ہوں۔

مذکورہ بالا احتمالات میں پہلا احتمال بداہۃً باطل ہے۔ اس لیے کہ دلائل وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی اور کو نبوت نہیں دی گئی۔

دوسرے احتمال کی صورت میں سیدِ عالم ﷺ خاتم الانبیاء جمیع طبقات ہوں گے۔ لہٰذا ضرورت نہ ہوگی کہ کوئی لفظ ''خاتم النبیین'' کے ظاہری اور متواتر و متوارث معنی کے بدلنے کی جسارت کرے۔

اسی طرح تیسرا احتمال بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ بعثت نبویہ

https://www.ashrafia.net

سے متعلق جو نصوص ہیں انکا عموم ظاہر کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سارے عالم کے لیے ہے اور آپ کی رسالت، رسالت عامہ ہے۔

یوں ہی چوتھی صورت باطل ہے۔ اولاً اس لیے کہ اگر کسی طبقے کا خاتم فریضۂ نبوت ادا کرنے میں عہدِ نبوی میں ہمارے نبی کا شریک ہوگا تو ہمارے نبی صرف اپنے ہی طبقے کے انبیاء کے خاتم ہوں گے، جملہ انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔ اس صورت میں آپ کا ختم اضافی ہوگا، حقیقی نہ ہوگا۔ حالانکہ ارشاد ربانی و خاتم النبیین اور ارشاداتِ رسول ﷺ انا خاتم النبیین، ختم بی انبیاء، ختم بی النبیون، فختمت الانبیاء اور انا آخر الانبیاء کا اطلاق و عموم واضح کر رہا ہے کہ آپ ہر ہر نبی کے خاتم ہیں، خواہ وہ کسی طبقہ کا نبی ہو یا نیز آپ کا ختم بہ نسبت جملہ انبیاء جمیع طبقات کے حقیقی ہے۔

خود صاحب تحذیر الناس لکھتے ہیں کہ:

اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے۔

(تحذیر الناس، ص:۱۲)

نیز لکھتے ہیں لفظ خاتم النبیین جس کا اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آج تک آئمہ دین میں سے کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا۔ (تحذیر الناس، ص:۱۵)

ثانیاً: اس لیے کہ بلا تخصیص جملہ انبیاء کا خاتم ہونا نصوص کی روشنی میں آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اب اگر دوسرا بھی اس وصف میں آپ کا شریک ہے، تو پھر اس میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

ثالثاً: اس لیے کہ اگر کسی طبقہ میں ایسا خاتم جو فریضۂ نبوت ادا کرنے میں ہمارے رسول کا شریک اور آپ کا ہم عصر ہوتا تو نصوص میں خاتم النبیین کی جگہ من خواتم النبیین کا لفظ ہوتا اس صورت میں عقلی طور پر لفظ ''خواتم'' تمام ''خاتمین'' کو ایک منزل میں رکھ کر ان کے سوا کو ''النبیین'' کے دائرے میں شامل کر لیتا۔ الحاصل نصوص میں خواتم کے بجائے خاتم کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ حقیقی آخری نبی کوئی ایک ہی ہے۔

رابعاً: اس لیے کہ حضور جانِ عالم ﷺ جن کی نبوت و رسالت بالاتفاق تمام مخلوق کو عام ہے، آپ ﷺ نے نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی اور صرف اپنے کو اس مکان کی آخری اینٹ قرار دیا۔ اب اگر بالفرض کوئی اور رسول کریم ﷺ جیسی خاتمیت رکھتا تو سرکار ﷺ صرف اپنے کو آخری اینٹ قرار نہ دیتے اور اس مکان میں اپنے ظہور سے پہلے صرف ایک ہی اینٹ کا خلا ظاہر نہ فرماتے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے صرف اپنے طبقے کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہے، صرف یہی نہیں کہ ایک بے دلیل دعوی ہے بلکہ ارشاد رسول ﷺ کے اطلاق و عموم سے متصادم بھی ہے

خامساً: اس لیے کہ حضور ﷺ نے اپنے کو عاقب اور مقفی فرمایا ہے اور اس کو اپنی خصوصیات میں رکھا ہے۔

(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

اسلام میں قربانی

حضرت مولانا بشیر سیالکوٹی علیہ الرحمہ

منکرین قربانی کو قربانی پر تین حیثیتوں سے اعتراض ہے:

ایک یہ کہ قربانی ان کے نزدیک رسوم جاہلیت میں سے ایک رسم ہے، جس کو مولویوں نے محض اپنی جہالت کی بناء پر اسلامی طریقہ قرار دے لیا ہے، چنانچہ ان کے گروہ کا ایک مصنف قربانی کے متعلق اپنی تحقیق ان الفاظ میں پیش کرتا ہے کہ:

قربانی کی رسم تمام دنیا میں سوائے مسلمانوں کے کوئی نہیں کرتا

دوسرے یہ کہ معاشی حیثیت سے وہ اس کو نقصان دہ سمجھتے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ جو روپیہ ایک بکرے کی گردن پر چھری پھیرنے میں صرف کیا جاتا ہے، وہ بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔

اس کے بدلہ میں کوئی مادی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

تیسرے یہ کہ ان کو قرآن میں قربانی کا حکم کہیں نظر نہیں آتا رہی سنت تو اس سے انکار کر دینا ان کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ سہل ہے اور اس کو رد کرنے کا مسلک اختیار ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ اسلام کے جس حکم پر غیر قوموں کو اعتراض ہے یا جس حکم کی مصلحت خود اپنی سمجھ میں نہ آئے، اس کو آسانی سے دائرہ دین سے خارج کیا جا سکے۔

چونکہ یہ اعتراض ایسے لوگوں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن کو حجت قطعی مانتے ہیں اس لیے ہم قرآن ہی سے اس قربانی کے احکام بیان کریں گے اور بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کن مصلحتوں کی بناء پر عبادت کے مخصوص طریقوں میں قربانی کو شامل فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(پارہ:۸،سورۃ الانعام،آیت نمبر:۱۶۲تا۱۶۳)

ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے، جو رب سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

اس آیت میں صلوٰۃ کے بعد نسک کا ذکر ہے۔ جس کے معنی عبادت اور تطوع کے بھی ہیں اور قربانی کے بھی۔ قرآن میں یہ لفظ اسی دوسرے معنی کے لیے آیا ہے چنانچہ سورہ حج میں ہے:

https://www.ashrafia.net

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۔ (پارہ:۱۷،سورۃ الحج، آیت نمبر:۳۴)

ترجمہ: اور ہر اُمت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں، اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔

مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۔ (پارہ:۲، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر:۱۹۶)

ترجمہ: تو بدلے دے روزے یا خیرات یا قربانی پھر۔

ان آیات سے نسک کے معنی متعین ہو گئے۔ اب دیکھیے کہ صلوٰۃ کے ساتھ نسک کے لیے بھی بذالک اُمرت (مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جو صریحاً وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ فرمایا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔ اسی بناء پر حضور جانِ عالم ﷺ نے تمام مستطیع مسلمانوں کو قربانی ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے۔

مَنْ كَانَ لَهٗ يَسَارٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا

”جو شخص استطاعت رکھتا ہو پھر قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے“۔

اِنَّ اَوَّلَ نُسُكِنَا فِي يومنا هذا الصلوة ثم الذبح.

”ہمارے آج کے دن (عید الاضحیٰ) میں پہلی عبادت نماز ہے پھر ذبح“

یہ ہیں قربانی کے متعلق قرآن کے صاف اور صریح احکام کہ کسی قسم کے حیلے اور تاویل کی گنجائش نہیں۔ جاہلیت میں جہاں بتوں کے لیے رکوع و سجود ہوتے تھے وہاں بتوں کے لیے قربانیاں بھی کی جاتیں تھیں۔ عرب، ہند، ایران، مصر، روم غرض کہ کون سا ایسا ملک ہے۔ جہاں بتوں اور ہیکلوں پر قربانیاں نہ چڑھائی جاتی ہوں۔ قرآن میں جاہلیت کی ان مشرکانہ رسموں کا ذکر ہے۔ مثلاً فرمایا:

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۔ (پارہ:۸،سورۃ الانعام، آیت نمبر:۱۳۶)

پھر آگے فرمایا:

وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۔ (پارہ:۸،سورۃ الانعام، آیت نمبر:۱۳۸)

ترجمہ: اور بولے یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے خیال سے اور کچھ مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا اور کچھ مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

قرآن نے آکر جس طرح عبادت کی دوسری تمام صورتوں کا رُخ بتوں سے اللہ کی طرف پھیر دیا۔ اسی طرح قربانیوں کا رُخ بھی اُدھر سے اِدھر پھیر دیا۔ اس نے ہدایت کی کہ مشرکین بتوں کے لیے رکوع و سجود اور قربانی کرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

(پارہ:۸،سورۃ الانعام، آیت نمبر:۱۶۲ تا ۱۶۳)

ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا

https://www.ashrafia.net

جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے۔

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا ۔ (پارہ:۱۷،سورۃ الحج،آیت نمبر:۳۶)

ترجمہ: ''تو ان پر اللہ کا نام لو''

وہ بتوں کے نام پر جانوروں کو چھوڑ دیتے ہیں پھر نہ کسی کو اس پر سوار ہونے دیتے ہیں اور نہ ان کا گوشت کھانا یا کھلانا پسند کرتے ہیں تم اس جہالت کے جواب میں ھدیٰ کے اونٹوں پر سواری کرو

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۔

(پارہ:۱۷،سورۃ الحج،آیت نمبر:۳۳)

ترجمہ: تمہارے لیے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقرر میعاد تک پھر ان کا پہنچنا ہے اس آزاد گھر تک۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔

(پارہ:۱۷،سورۃ الحج،آیت نمبر:۳۷)

ترجمہ: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

اب ذرا اقتصادی اعتراضات کو بھی جانچ لیجئے، قرآن فرماتا ہے

لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۔ (پارہ:۱۷،سورۃ الحج،آیت نمبر:۳۶)

ترجمہ: تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۔ (پارہ:۱۷،سورۃ الحج،آیت نمبر:۳۶)

ترجمہ: ''پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ''

آپ کہتے ہیں کہ یہ مال کا ضیاع ہے!! لاکھوں اللہ کے بندے جنہیں ہفتوں اور مہینوں اچھی قوت بخش غذا نصیب نہیں ہوتی ان کو صدقہ اور ہدی اور نسک کے ذریعہ سے گوشت بہم پہنچانا آپ کی رائے میں اصولِ معیشت کے خلاف ہے۔ لاکھوں کسان اور گلہ بان جو سال بھر تک جانور پالتے ہیں اور بقرعید کے موقع پر ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کی روزی کا دروازہ بند کرنا، یہی آپ کے نزدیک بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنا ہے۔ ہزارہا غریب جن کو قربانی کی کھالیں مل جاتی ہیں اور ہزارہا قصائی جن کو ذبح کرنے کی اجرت مل جاتی ہے، یہ سب آپ کی قوم سے خارج ہیں؟ اس لیے آپ ان کی رزق رسانی کو فضول بلکہ مضر اور داخل اسراف سمجھتے ہیں۔ آپ کو تمام قومی ضروریات اور سارے منافع وفوائد صرف اسی وقت یاد آتے ہیں جب اللہ کے کسی حکم کی پابندی میں روپیہ صرف ہو رہا ہو۔ گویا بینکوں کا قیام اور قومی ادارات کا فروغ اور اعتقاد واخلاق کی اصلاح اور یتیموں وبیواؤں کی پرورش کا سارا کام صرف قربانی کی وجہ سے رُکا پڑا ہے؟ اِدھر یہ بند ہوئی اُدھر قومی اداروں پر روپیہ برسنا شروع ہوا!! اگر آپ کے ارادے کچھ ایسے ہی نیک ہیں تو ذرا سی تکلیف کر کے پہلے ملک کے سارے سینما ہالوں، قحبہ خانوں اور بدکاری و اسراف کے دوسرے اڈوں پر اپنے ایجنٹ مقرر فرما دیجئے تاکہ مسلمانوں کا جس قدر روپیہ وہاں ضائع ہوتا ہے اس کو وہ قومی فنڈ میں وصول کر لیا کریں۔ پھر اگر آپ میں کچھ تعمیری قوت ہے تو قربانی کی تخریب کی بجائے آپ اُسے زکوٰۃ کی تعمیری میں کیوں نہیں صرف فرماتے کہ تنہاء اسی ایک چیز سے آپ وہ تمام قومی ضروریات پوری کر سکتے ہیں جن کی خاطر قربانی بند کرنے کی تبلیغ آپ نے شروع کر رکھی ہے!!!

https://www.ashrafia.net

خطاباتِ فخر المشائخ

سورۃ التکاثر

کثرتِ مال کی ہوس...

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کی وہ تقریر جس کو آپ نے جامع مسجد غوثیہ، گلبہار میں اجتماعِ جمعہ کے خطاب کرتے ہوئے عنوانِ سخن بنایا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی اله الطیبین الطاهرین واصحابه المکرمین المعظمین امابعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (۱) حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ (۲) كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ (۳) ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ (۴) كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ (۵) لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ (۶) ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ (۷) ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ (۸) (پارہ ۳۰، سورہ التکاثر)

آپ حضرات کے سامنے قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی ایک مشہور سورۂ مبارکہ سورۂ تکاثر، تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس کی وجہ سے غافل قرار دیا، یعنی انسان ساری زندگی مال و دولت کی ہوس میں لگا رہتا ہے اور رب سے غافل ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے اور پھر وہ ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے اسی چیز کو اس سورۂ مبارکہ میں بیان کیا جارہا ہے، یہ بڑا اہم موضوع ہے اور آج بھی ہمارے معاشرے میں یہ چیز موجود ہے کہ ہم دن رات مال و دولت کے حصول میں لگے ہوئے ہیں اور اس میں اتنے زیادہ مشغول ہوگئے کہ نمازوں سے بھی غفلت اختیار کر لی ہے، ہم نے اسی لیے اس سورۂ مبارکہ کو عنوانِ سخن بنایا کہ آیئے ہم غور کریں کہ یہ سورۂ مبارکہ ہمیں کیا پیغام دے رہی ہے۔ یقیناً اگر اس کے معنیٰ و مفہوم کو غور و فکر کے ساتھ سمجھ لیا جائے تو ہماری زندگی میں بہتری آسکتی ہے، سب سے پہلے اس کا ترجمہ اور پھر اس کے متعلق چند گزارشات۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

اللہ تبارک وتعالیٰ اس سورۂ مبارکہ میں ارشاد فرمارہا ہے:

تم کو زیادہ مال جمع کرنے کی حرص نے غافل کردیا، حتیٰ کہ تم مر کر قبروں میں پہنچ گئے، یقیناً تم عنقریب جان لوگے، پھر یقیناً تم عنقریب جان لوگے۔ کاش تم علم یقین کے ساتھ اپنا انجام جان لیتے۔ بے شک تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر تم ضرور

https://www.ashrafia.net

عین یقین کے ساتھ دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

شانِ نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "یہ آیت قریش کے دو قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی۔ بنو عبد مناف اور بنو ہاشم۔ وہ ایک دوسرے سے عداوت رکھتے تھے۔ وہ اپنی سیادت اور اپنے شرف سے ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری اکثریت اور ہمارے سردار زیادہ ہیں"۔ قتادہ نے کہا وہ کہتے تھے ہم بنوفلاں سے اکثر ہیں اور ہر دن ان میں سے ایک نہ ایک مر کر کم ہو رہا تھا حتیٰ کہ وہ سب فوت ہو گئے۔

(الجامع الاحکام القرآن جزء ب، ص ۱۵۱، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال، اے ابن آدم! تیرا مال تو صرف وہی ہے جس کو تو نے کھالیا اور جس کو فنا کر دیا یا تو نے جس کو پہنا یا پھر اس کو بوسیدہ کر دیا یا تو نے اس کا صدقہ کر کے اس کو ختم کر دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق باب ماجاء ان الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر، حدیث ۲۹۵۸/۴۳۲۰)

اس حدیث شریف میں نبی پاک ﷺ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ حقیقت ہے، کہ انسان ساری زندگی مال جمع کرنے میں لگا رہتا ہے اور میرا مال میرا مال کہتے ہوئے اپنی دولت اور مال سے محبت کا اظہار کرتا ہے، جائیدادیں بناتا ہے، دکانیں خریدتا ہے، سامانِ عیش و عشرت خریدتا ہے، لاکھوں کروڑوں روپیہ بینک میں رکھتا ہے لیکن جب اس دنیا سے جاتا ہے تو یہ سب یہیں رہ جاتا ہے کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں جاتی۔ اسی لیے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا مال تو وہی ہے جس کو تو نے کھالیا، اور جس کو فنا کر دیا، جس کو پہنا اور پھر بوسیدہ کر دیا، یا تو نے اس کا صدقہ کر کے ختم کر دیا۔ اگر ہم غور کریں تو یہی حقیقت ہمیں نظر آتی ہے کہ ہمارا مال تو صرف وہی ہے جس کو ہم نے کھالیا، پی لیا، پہن لیا، صدقہ کر دیا، اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب یہیں رہ جائے گا اور ہمارے ساتھ صرف ہمارے اعمال جائیں گے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ مال یہیں رہ جانے والا ہے اس کی ہوس میں لگے ہوئے ہیں اور دن رات مال جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اور حدیث آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے کس طرح انسان کی نفسیات کو بیان فرمایا۔

حضرت انس بن مالک نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو وادیاں ہوں اور اس کا منہ مٹی کے سوا ہرگز نہیں بھرے گا اور جو توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنۃ المال، رقم الحدیث ۶۴۳۹، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ باب لو ان لابن آدم وادیین لابتغی ثالثا)

https://www.ashrafia.net

حدیث۱۰۴۸/۲۲۱۵)

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ انسان کی لالچ و ہوس کتنی بڑی ہوتی ہے کہ سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے پاس دو ہو جائیں اور آخر میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ ہی فرما دیا کہ اس کا منہ مٹی کے سوا ہرگز نہیں بھرے گا یعنی جب وہ مرے گا قبر میں پہنچے گا تبھی اس کی ہوس پوری ہوگی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ حرص و ہوس چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور بھروسہ اختیار کریں کیونکہ جو شخص توکل اختیار کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے رزق و روزگار میں برکتیں عطا فرماتا ہے اور جو حرص و ہوس سے کام لیتا ہے وہ دنیا میں ہی ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توکل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے

یہ تو اس سورت کا مفہوم تھا جو آپ کے سامنے بیان کیا گیا اب آیئے اس کی فضیلت اور اہمیت کو بھی دیکھیں کہ حدیث شریف میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی کیا فضیلت بیان کی ہے

فضیلت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ ہر روز ایک ہزار آیات کی تلاوت کرے؟ صحابہ نے کہا ہر روز ایک ہزار آیات کون پڑھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

(مستدرک للحاکم، کتاب فضائل القرآن، ذکر فضائل سور وآی متفرقة، حدیث ۲۰۸۱، شعب الایمان، فصل فی فضائل السور والآیات، تخصیص سورۃ اذا زلزلت بالذکر، حدیث ۲۲۸۷)

حاکم نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث شریف سے یہ پتا چلا کہ اس سورۂ مبارکہ کو تلاوت کرنا ایک ہزار آیات تلاوت کرنے کے برابر ہے یعنی اگر آپ سورۂ تکاثر کی تلاوت کرینگے تو آپ کے نامہ اعمال میں ایک ہزار آیات کا ثواب لکھا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں دو لوٹ آتے ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ ایک مال دوسرا اس کے اہل و اقارب اور ایک اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے باقی دونوں واپس ہو جاتے ہیں''۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، حدیث ۶۵۱۴)

اس حدیث شریف سے پتا چلا کہ مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں، مال، اعمال اور اہل و اقارب۔ اب جب اسے دفن کیا جاتا ہے تو مال اور اہل و عیال اور عزیز وٗ اقارب یہیں رہ جاتے ہیں جو چیز اس کے ساتھ جاتی ہے وہ اس کے اعمال ہیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جو چیز رہ جانے والی ہے ہم اس کی فکر کرتے ہیں اور جو ساتھ جانے والی ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ مال رہ جانے والا ہے، اولاد، عزیز و اقارب رہ جانے والے ہیں، ان کی ہمیں بڑی فکر رہتی ہے لیکن ہمارے اعمال جو ساتھ جائیں گے اس کی کوئی فکر نہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے

https://www.ashrafia.net

کہ مال اور اہل و عیال کے ساتھ ساتھ اعمال کی بھی فکر کریں۔ بلکہ اعمال کی زیادہ فکر کریں کیونکہ یہ ساتھ جانے والی چیز ہے اور کوشش کریں کہ نیک اعمال زیادہ کریں تا کہ یہ نیک اعمال ہمارے لیے توشۂ آخرت ثابت ہوں۔

قابلِ رشک انسان:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف دو آمیوں پر رشک کرنا مستحسن ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو حق کے راستے میں خرچ کرے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ اس علم کے مطابق فیصلہ کرے اور لوگوں کو تعلیم دے

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، حدیث ۷۳،

صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ، باب فضل من یقوم بالقرآن۔۔۔ حدیث ۱۸۹۶/۸۱۶)

اس حدیث شریف سے یہ پتا چلا کہ رشک صرف دو آدمیوں پر کرنا چاہیے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی راہ میں خرچ کیا۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کے پاس مال ہوتا ہے لیکن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا دل نہیں ہوتا۔ کڑور پتی یا ارب پتی ہوتے ہیں لیکن اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے کتراتے ہیں، کنجوسی دکھاتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ یہ مال اگر ہم خرچ کرینگے تو کم ہوجائے گا۔ حالانکہ یاد رکھیے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مال خرچ کیا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں برکتیں عطا فرماتا ہے اور مال کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ جب بھی راہِ خدا میں خرچ کرنے کا موقع آئے تو دل کھول کر خرچ کریں۔ کیونکہ جتنا خرچ کرینگے اللہ تبارک وتعالیٰ ایک کے بدلے ۷۰ گناہ کر کے لوٹا دے گا۔ دوسرا شخص جس پر رشک کرنے کا اس حدیث شریف میں ذکر ہے وہ عالم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ اس علم کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے اور لوگوں کو علم سکھائے یقیناً وہ شخص قابل رشک ہے۔ وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اس پر رشک کرنا بالکل درست ہے۔ ایسے شخص کا عمل قابلِ تقلید ہے۔ اگر ہمیں کوئی ایسا عالم نظر آئے تو ہمیں چاہیے کہ ہم نہ صرف اس پر رشک کریں بلکہ اس جیسا بننے کی کوشش کریں۔

قیامت کے دن پانچ سوال:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر میں کوئی آدمی اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکے گا جب تک پانچ سوالوں کا جواب اس سے نہ لیا جائے (۱) ایک یہ کہ اس نے اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا۔ ۲۔ دوسرا یہ کہ اس نے اپنے شباب کی قوت کو کن کاموں میں خرچ کیا۔ ۳۔ تیسرا یہ کہ جو مال اس نے حاصل کیا وہ کس طریقے سے حاصل کیا۔ ۴۔ چوتھا یہ کہ اس مال کو کہاں کہاں خرچ کیا۔ ۵۔ پانچواں یہ کہ جو علم اللہ نے اسے دیا تھا اس پر کتنا عمل کیا۔ (سنن الترمذی، باب فی القیامۃ، حدیث ۲۴۱۶)

اس حدیث شریف میں جن پانچ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ

https://www.ashrafia.net

بڑی اہم ہیں۔ پہلی چیز کہ اس نے اپنی عمر کو کن کاموں میں صرف کیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اطاعت و فرمانبرداری میں گزاریں، وقت کو ضائع نہ کریں اور غلط کاموں میں، گناہوں میں وقت کو ضائع نہ کریں بلکہ کوشش کریں کہ ہر دن کوئی نہ کوئی نیک کام ضرور ہو، ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی دن بغیر نیکیوں کے گزر جائے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو قیامت میں اس سوال کا جواب دینا مشکل ہوگا اور اگر وقت نیک کاموں میں صرف ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں صرف ہوگا تو پھر اس سوال کا جواب دینا آسان ہوگا۔ دوسرا سوال اس نے اپنی شباب کی قوت کن کاموں میں صرف کی؟ یہ بڑا اہم سوال ہے، کیونکہ جب انسان عالمِ شباب میں ہوتا ہے تو اس کے اعضاء میں قوت ہوتی ہے، طاقت ہوتی ہے، اس کے جذبات ہوتے ہیں اور اسی موقع پر اس کے بہک جانے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اگر کسی کی سرپرستی نہ ہو تو اس کی تربیت صحیح نہ ہوئی ہوگی یا اس کا ماحول یعنی دوست احباب کے ساتھ نشست و برخاست درست نہ ہو تو اس کے بھٹکنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں اور وہ پھر غلط راستے کی طرف نکل جاتا ہے یعنی اس کی جوانی عالمِ شباب غلط کاموں میں صرف ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان کو چاہیے کہ جوانی کے عالم میں بھی شریعت پر استقامت کے ساتھ عمل کرے۔ اپنی نشست و برخاست نیک لوگوں میں رکھے۔ کیونکہ اچھی صحبت کا اثر شخصیت پر پڑتا ہے۔ اگر وہ ایسا کریگا تو پھر کبھی بھی صراطِ مستقیم سے بھٹک نہیں سکتا۔ تیسرا سوال جو مال اس نے حاصل کیا وہ کس کس طریقے سے جائز یا ناجائز سے حاصل کیا؟ یہ حقیقت ہے کہ انسان جب مال کے حصول کے لیے نکلتا ہے تو وہ جائز و ناجائز کی پرواہ نہیں کرتا وہ سوچتا ہے کہ جس طرح بھی مال حاصل ہو کر لیا جائے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ جب ہم رزق کی تلاش میں نکلے تو نیت یہ رکھیں کہ ہمیں رزقِ حلال کمانا ہے حرام کی طرف نہیں جانا ہے۔ حرام کا ایک کڑور روپے بھی مل رہا ہو تو اسے چھوڑ دیجیے اور حلال کا ایک روپیہ بھی مل رہا ہو تو اسے لے لیں۔ کیونکہ حرام مال جب آتا ہے تو اپنے ساتھ مصیبت، پریشانی، بے چینی بے قراری اور بے سکونی لاتا ہے۔ جب کہ رزقِ حلال جب آتا ہے تو اس میں سکون ہوتا ہے، اطمنان ہوتا ہے، برکت ہوتی ہے اور اللہ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے، اس لیے ہمیں یہ چاہیے کہ ہمیشہ رزقِ حلال کمانے کی کوشش کریں اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ چوتھا سوال کہ اس مال کو کہاں کہاں خرچ کیا؟ جب انسان کے پاس مال آتا ہے، دولت کی کثرت ہوتی ہے، تو وہ اسے بے دریغ خرچ کرتا ہے یعنی لہو ولعب میں کھیل تماشوں میں، عیاشی میں اور گناہوں میں خرچ کرتا ہے اگر یہی مال نیک کاموں میں خرچ کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ مال میں برکت ہوتی ہے، بلکہ آخرت میں بھی اس کے لیے نیکیوں کا سبب بنتا ہے، مال فی نفسہ غلط چیز نہیں، یہی مال فرعون، نمرود، ہامان کے پاس تھا ان کے مال نے انہیں جہنم

https://www.ashrafia.net

میں پہنچا دیا اور یہی مال حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ جس کے ذریعے انہوں نے نبی پاک ﷺ سے تین مرتبہ جنت خرید لی۔ پتا چلا کہ مال غلط نہیں ہوتا اگر اس کا خرچ غلط ہو جائے تو وہ غلط ہو جاتا ہے اور یہاں دو چیزیں قابلِ غور ہیں ایک یہ کہ مال کا حصول صحیح ہو اور دوسرا یہ کہ مال کا خرچ صحیح ہو اگر یہ دونوں درست ہونگے یعنی جائز ہونگے تو فائدہ ہوگا اور اگر ان میں سے ایک بھی غلط ہوا تو فائدہ نہیں ہوگا۔ اب ہم اس کو اور آسان کر دیں تا کہ بات آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ دیکھئے مال کا حصول صحیح ہے یعنی جائز طریقے سے کمایا گیا ہے لیکن اس کا خرچ غلط ہے یعنی گناہوں میں، غلط کاموں میں خرچ کیا گیا تو فائدہ مند نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن سوال ہوگا اسی طرح اگر مال کا حصول غلط ہے یعنی ناجائز طریقے سے کمایا گیا اور پھر نیک کاموں میں خرچ کیا گیا تو بھی فائدہ مند نہیں۔ کیونکہ جب حصول ہی غلط ہوگا تو اس سے آدمی کتنے ہی نیک کام کرے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لیے ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ہم جو مال کمائیں وہ جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور جو خرچ کریں وہ بھی اللہ کے راستے میں خرچ ہو تو پھر کامیابی ہے۔ پانچواں اور آخری سوال جو علم اللہ نے اسے دیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟ یہ بھی بڑا اہم ہے یعنی ہمیں بہت سی چیزوں کا علم ہوتا ہے لیکن عمل نہیں کرتے، ہونا یہ چاہیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا کیا ہے اس پر عمل بھی کریں۔ کیونکہ علم بغیر عمل کے بیکار ہے۔ عمل سے ہی انسان جنت یا جہنم حاصل کرتا ہے، جزا و سزا عمل پر ہی موقوف ہے، اگر عمل نیک ہے تو جزا ہے اور اگر بد ہے تو سزا ہے۔ اس لیے ہمیں یہ چاہیے کہ اس پر غور کریں اور اپنے علم پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ انسان اپنے عمل سے ہی پہچانا جاتا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (۸)

پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم نے ان نعمتوں پر شکر کیا یا کفرانِ نعمت کیا؟ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کا طریقہ یہ ہے کہ ان نعمتوں کو اس کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہوا۔

"اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۔

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۳۶)

اس میں انسان کی سماعت، بصارت اور قلب کے متعلق تمام نعمتیں آ گئیں جنھیں وہ استعمال کرتا ہے۔

اس سورۂ مبارکہ کی آخری آیت بھی بڑی اہم ہے یعنی ہم سے اس دن ان نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ جو جو نعمتیں ان تینوں چیزوں سے متعلق ہیں ان کو اللہ کے حکم سے استعمال کریں، جب وہ نعمتیں اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کی جائیں گی تو پھر اعمال و افعال درست ہوں گے اور انسان نیک اور صالح بن جائے گا۔

https://www.ashrafia.net

آبِ زم زم

ماخوذ

ایک مصری ڈاکٹر نے یورپ کے اخبارات میں ایک مراسلہ شائع کرایا۔ جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ: ”آبِ زم زم مضر صحت ہے اس لیے پینے کے لائق نہیں ہے“۔ مصری ڈاکٹر نے یہ دلیل پیش کی تھی کہ خانہ کعبہ ایک ایسی اتھلی سطح پر واقع ہے جو سطح سمندر سے نیچی ہے اور چونکہ آبِ زم زم شہر مکہ کے عین وسط میں واقع ہے، اس لیے شہر کا تمام گندہ پانی چاہِ زم زم میں جمع ہو جاتا ہے۔

مصری ڈاکٹر کی ہرزہ سرائی جیسے ہی شاہ فیصل کے کانوں تک پہنچی تو اس نے وزارتِ زراعت و آب رسانی کو حکم دیا کہ آبِ زم زم کے نمونے تمام یورپی تجربہ گاہوں کو ارسال کیے جائیں تا کہ قابلِ استعمال ہونے کے بارے میں جدید سائنسی شواہد حاصل کیے جاسکیں۔ میں (معین الدین احمد، پاکستانی) ان دنوں جدہ میں بطور کیمیکل انجینئر تعینات تھا دوسرے انجینئروں کے ساتھ مل کر ہم سمندر کے پانی کو قابل استعمال بنانے والے پلانٹ میں کام کر رہے تھے۔ چونکہ یہ پلانٹ انتہائی جدید مشینری پر مشتمل تھا اور اس کی کارکردگی شہرہ آفاق تھی، اس لیے وزارتِ زراعت و آب رسانی نے مجھے یہ ہدایات جاری کیں کہ آبِ زم زم کے قابل استعمال ہونے یا نہ ہونے کے لیے میں جملہ امور کی نگرانی کروں۔ اس ضمن میں ہر ممکن کاروائی اندرون ملک و بیرون ملک سرانجام دوں۔ ہدایات ملتے ہی میں جدہ سے مکہ معظمہ پہنچا۔ جہاں خانہ کعبہ کے منتظمین سے رجوع کیا۔ انہوں نے فی الفور مجھے ہر قسم کی اعانت فراہم کی اور ایک افسر رابطہ کی خدمات مہیا کیں۔

چاہِ زم زم کے سرسری جائزے نے مجھے ایک عجیب وغریب استعجاب میں مبتلا کر دیا۔ میری عقل یہ باور کرنے پر تیار نہ تھی کہ یہ **14x18** کا مختصر سا تالاب صدیوں سے کس طرح لاکھوں گیلن پانی حجاج کرام اور زائرین کو مہیا کر رہا ہے۔ میں نے اپنی تحقیقات کا آغاز کیا اور چاہِ زم زم کی پیمائش شروع کی سب سے پہلے میں نے اس کی گہرائی معلوم کرنا چاہی چنانچہ میں نے اپنے مددگار کو کنویں میں اترنے کے لیے کہا۔ پہلے تو اس نے پاک پانی سے غسل کیا اور پھر وہ کنویں میں اتر گیا اور تہہ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ پانی کی سطح تقریباً اس کے کندھوں

https://www.ashrafia.net

کے برابر تھی جب کہ اس کا قد تقریباً 5 فٹ 18 انچ تھا۔ اب میری ہدایت کے مطابق اس شخص نے چاہِ زم زم کی سطح پر قدم بقدم چلنا شروع کیا اور یوں اس نے کنویں کی تمام دیواروں کا احاطہ کرلیا۔ اس نے بتایا کہ کنویں کی دیواروں سے پانی کسی جگہ سے بھی نہیں رس رہا ہے۔ یوں ثابت ہوا کہ پانی کا منبع چاہِ زم زم کے اندر ہی کہیں واقع ہے۔

اس کے بعد مزید تحقیق کے لیے میں نے حکم دیا کہ نکاسی آب کے لیے چاہِ زم زم میں بڑے بڑے ٹرانسفر پمپ لگائے گئے ہیں وہ تمام بیک وقت چلا دیئے جائیں تاکہ کسی طرح چاہِ زم زم میں موجود پانی مکمل طور پر ایک ممکنہ حد تک خارج کر دیا جائے اور اس طرح سے پانی کا منبع دریافت ہو سکے۔ یہ پمپ ایک سیکنڈ میں کئی ہزار گیلن چاہِ زم زم کا اخراج عمل میں لا سکتے تھے لیکن میرے تعجب کی انتہاء نہ رہی جب ہم سب نے یہ دیکھا کہ پانی کی سطح میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی یعنی جس تیزی سے پانی کا اخراج ہو رہا تھا اسی تیزی سے زیرِ زمین ذخیرہ آب کمی کو پورا کر رہا تھا۔

میں نے اپنے مددگار سے کہا کہ: اب وہ ایک ہی جگہ جم کر کھڑا ہو جائے اور کسی تبدیلی کے بارے میں مشاہدہ کرے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے چلا کر کہا: الحمدللہ! مجھے منبع کا سراغ مل گیا ہے۔ اس نے بتایا کہ: اس کے قدموں کے نیچے ریت اچھل رہی تھی، جسے زیرِ زمین پانی اوپر دھکیل رہا تھا۔ اب اس نے قدم بہ قدم چاہِ زم زم میں کھڑے ہو کر مزید مشاہدہ کیا کہ ہر جگہ سے ایک ہی دباؤ سے پانی کا اخراج ہو رہا تھا۔ جس کی بدولت چاہِ زم زم میں سطح آب برقرار تھی۔ اپنے مشاہدات کی تکمیل کے بعد میں نے مختلف اوقات میں آب زم زم کے نمونے جمع کیے تاکہ انہیں تجربے کے لیے یورپ کی لیبارٹریوں کو روانہ کروں۔

خانہ کعبہ سے رخصتی سے قبل میں نے حکام سے دوسرے کنوؤں کے بارے میں استفسار کیا جو چاہِ زم زم کے قرب و جوار میں واقع تھے مجھے بتایا گیا کہ خشک سالی کی وجہ سے تمام کنویں تقریباً خشک ہو چکے تھے اور ان سے پانی کی کسی مقدار میں بھی نکاسی ممکن نہ تھی۔ یورپی لیبارٹری اور ہماری اپنی تجربہ گاہ میں آبِ زم زم کے جو نمونے ٹیسٹ کیے گئے۔ ان کے نتائج میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ آبِ زم زم اور مکہ معظمہ کے دوسرے کنوؤں سے حاصل کردہ پانی میں نمایا فرق پایا گیا کہ آبِ زم زم میں کیلشیم (چونے) اور میگنیشیم کے نمکیات کی مقدار زیادہ پائی گئی۔ شاید اسی لیے آبِ زم زم نوش کرنے والے حجاج کرام اور زائرین بہت جلد اپنی تھکن پر قابو پا لیتے تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ آبِ زم زم کا ایک گھونٹ ہی حیاتِ نو بخشتا ہے۔ مزید برآں آبِ زم زم میں موجود فلورائیڈ کی مناسب مقدار جراثیم کش ہے، اسی لیے حج کے ایام میں لوگ وبائی امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔

یورپی لیبارٹریوں نے مہر تصدیق ثبت کر دی کہ آبِ زم زم پینے کے لیے بہترین اور محفوظ ترین مشروب ہے۔ آبِ زم زم

https://www.ashrafia.net

کا کیمیائی تجزیہ نمایاں طور پر یورپی اخبارات میں شائع کیا گیا حقیقت یہ ہے کہ آبِ زم زم پر جتنی بھی تحقیق اور ریسرچ کی جائے کم اس لیے ہے کہ ہر مرتبہ اس کا ایک اور گوشہ اور روشن پہلو نمودار ہوتا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

چاہِ زم زم آج تک خشک نہیں ہوا اور اس نے ہمیشہ لاکھوں حجاج کرام اور زائرین کی پیاس بجھائی ہے۔ اس میں موجود نمکیات کی مقدار ہمیشہ یکساں رہتی ہے اور اس کے ذائقے میں روزِ اوّل سے لے کر آج تک کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

آبِ زم زم کی شفاء بخشی کے سب ہی قائل ہیں۔ لاکھوں حجاج اور زائرین اس کی صحت بخش اقدار کے معترف ہیں۔

آبِ زم زم وسیع پیانے پر مکہ معظّمہ اور گردونواح بلکہ مدینہ منورہ میں بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ اسے اپنی اصلی حالت میں سپلائی کیا جاتا ہے اور نہ تو اس میں کلورین یا کسی اور جراثیم کش کیمیکل کی آمیزش کی جاتی ہے، اس کے باوجود آبِ زم زم پینے کے لیے بہترین صحت بخش مشروب ہے۔

دوسرے کنوؤں میں نباتاتی اور حیاتیاتی افزائش ہوتی ہے۔ انواع واقسام کی جڑی بوٹیاں، پودے اور حشرات الارض پیدا ہوجاتے ہیں، کائی جم جاتی ہے، جس سے پانی کا ذائقہ بدل جاتا ہے، رنگت تبدیل ہوجاتی ہے اور بسا اوقات مضرِ صحت بھی ہوجاتا ہے۔ جب کہ آبِ زم زم دنیا کا واحد پانی ہے جو ہر قسم کی نباتاتی افزائش اور آلائش سے پاک صاف رہتا ہے۔

بقیہ ”درسِ قرآن“

نشوونما اور تقوم جسمانی میں غذا کی انہیں بھی احتیاج تھی اور ظاہر ہے کہ محتاج غذا الٰہ نہیں ہوسکتا۔

جو جسم رکھے اور غذا کھائے اور وہ غذا جسم میں تحلیل ہو اور اسی غذا سے تقوم بدن ہو وہ کیسے الٰہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: ثم انظر انی یؤفکون پھر دیکھیے کیسی اندھی بات کرتے ہیں آگے ابطال شرک کی ایک اور دلیل دی جاتی ہے کہ الٰہ مستحق عبادت وہی ہوسکتا ہے جو نفع وضرور پر ذاتی قدرت اور اختیار رکھے اور جو ایسا نہیں وہ مستحق نہیں ہو سکتا اور یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفع وضرر کے بالذات مالک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس امر کے مالک بنائے گئے اس پر مختار ہوئے تو ان کی نسبت الوہیت کا اعتقاد باطل اور محض باطل ہے۔

ابراء کمہ اور ابرص اور اخبار بما تاکلون وما تدخرون اور احیاءِ موتی کی قوتیں سب بعطاء الٰہی تھیں اور یقیناً تھیں۔ ان سے افراط عقیدہ میں پڑ کر انہیں ”ابن اللہ“ یا ”اللہ“ کہنا اعمیٰ واصم ہونا ہے۔

https://www.ashrafia.net

تاریخ

آخری قسط

قیامت کی نشانیاں

حضرت علامہ مولانا بدرالقادری رضوی مصباحی علیہ الرحمہ (ہالینڈ)

گزشتہ سے پیوستہ:

مسجد کی محرابیں آراستہ کی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے، پولیس والوں کی کثرت ہوگی، عیب چیں چغل خور اور طعنہ زن زیادہ ہوجائیں گے۔ (کنز العمال، ج:۷،ص:۱۷۷)

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

اس باب میں صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ بہتر (۷۲) نشانیاں نہایت اہم ہیں، جو قرب قیامت زمانے میں ظاہر ہوں گی مسلمان ان نشانیوں کو نگاہِ عبرت سے مطالعہ کریں۔ سطور بالا میں اگرچہ ان علامات میں کئی آچکی ہیں تاہم حدیث پاک کی برکت لینے کی نیت سے ان تمام علامات کا مفہوم لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں:

(۱) لوگ نمازیں نہیں پڑھیں گے (۲) امانت ضائع کریں گے (یعنی امانتوں میں خیانت کرنا عام ہوجائے گا) (۳) جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں گے (۴) سود کھانے لگیں گے (۵) قتل و خونریزی معمولی بات بن جائے گی (۶) اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے (۷) دین بیچ کر دنیا خریدیں گے (۸) رشتہ داروں سے بدسلوکی کریں گے (۹) انصاف نایاب ہوجائے گا (۱۰) جھوٹ سچ بن جائے گا (۱۱) ریشم کا لباس پہنا جائے گا (۱۲) ظلم وستم عام ہوجائے گا (۱۳) طلاقوں کی زیادتی ہوگی (۱۴) اچانک موت عام ہوجائے گی (۱۵) خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جائے گا (۱۶) امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا (۱۷) جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا (۱۸) سچے کو جھوٹا کہا جائے گا (۱۹) تہمت لگانا عام ہوجائے گا (۲۰) بارش ہونے کے باوجود گرمی ہوگی (۲۱) خواہش اولاد کے بجائے لوگ اولاد سے نفرت کریں گے (۲۲) کمینوں کے ٹھاٹ باٹھ ہوں گے (۲۳) شریفوں کے لیے زندگی اجیرن ہوگی (۲۴) ارباب حکومت و اقتدار جھوٹ کے عادی ہوں گے (۲۵) امانت دار خیانت کرنے لگیں گے (۲۶) سردار ظالم بن جائیں گے (۲۷) عالم اور قاری، بدکار ہوں گے (۲۸) لوگ جانوروں کی کھال کا لباس پہنیں گے (۲۹) مگر ان کے دل مردہ سے زیادہ متعفن ہوں گے (۳۰) ایلوے

https://www.ashrafia.net

(ایک کڑوا پھل) سے زیادہ تلخ ہوں گے (۳۱) سونا عام ہوگا (۳۲) گناہ کی کثرت ہوگی (۳۳) قرآن مجید کو مزین کیا جائے گا (۳۴) بلند و بالا مینار بنائے جائیں گے (۳۵) شراب پینا عام ہوگا (۳۶) چاندی کی مانگ ہوگی (۳۷) امن کم ہو جائے گا (۳۸) مساجد میں نقش و نگار بنائے جائیں گے (۳۹) مگر دل ویران ہوں گے (۴۰) شرعی سزاؤں کا نفاذ رُک جائے گا (۴۱) باندی اپنے آقا کو جنے گی (۴۲) جو لوگ ننگے پاؤں عریاں بدن غیر مہذب تھے وہ حکمراں بن جائیں گے (۴۳) عورت تجارت میں مرد کے ساتھ شریک ہوگی (۴۴) مرد عورتوں کی نقالی کریں گے (۴۵) غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی (۴۶) عورتیں مردوں کی نقالی کریں گی (۴۷) مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوگا (۴۸) صرف جان پہچان والوں کو سلام کیا جائے گا (۴۹) دین کا علم، غیر دین کے لیے پڑھا جائے گا (۵۰) آخرت کے کام سے دنیا کمائی جائے گی (۵۱) ملی سرمایہ کو ذاتی اثاثہ سمجھا جائے گا (۵۲) زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا (۵۳) سب سے رذیل آدمی قوم کا رہنما بنے گا (۵۴) آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا (۵۵) امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے گا (۵۶) آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا (۵۷) دوست کو نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرے گا (۵۸) بیوی کی اطاعت کرے گا (۵۹) بدکاروں کی آواز میں مسجدوں میں بلند ہوں گی (۶۰) گانے والی عورتوں کی عزت افزائی کی جائے گی (۶۱) گانے بجانے کے آلات سنبھال کر رکھے جائیں گے (۶۲) کھلے بندوں شراب پی جائے گی (۶۳) ظلم پر فخر کیا جائے گا (۶۴) پولیس والوں کی کثرت ہو جائے گی (۶۵) انصاف فروخت ہونے لگے گا (۶۶) قرآن مجید گا گا کر پڑھا جائے گا (۶۷) درندوں کی کھالیں استعمال کی جائیں گی (۶۸) اُمت کے آخری لوگ اپنے اسلاف کرام پر زبان درازیاں کریں گے۔

حضور خاتم النبیین ﷺ نے اس کے بعد ارشا فرمایا کہ:

جب یہ نشانیاں ظاہر ہوں تو پھر انتظار کرو کہ

(۶۹) یا تو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سُرخ آندھی آجائے (۷۰) یا زلزلے برآماد ہوں (۷۱) یا لوگوں کی شکلیں مسخ کر دی جائیں (۷۲) یا آسمان سے پتھروں کی بارش ہو یا کوئی اور عذاب آجائے۔ (العیاذ باللہ) (در منثور، ج:۶،ص:۵۲)

سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جب میری اُمت میں یہ پندرہ باتیں داخل ہو جائیں گی تو ان پر مصیبتوں کا کوہ گراں ٹوٹ پڑے گا“۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر دریافت کیا: وہ پندرہ اشیاء کیا ہیں؟ تو آقا و مولا ﷺ نے وضاحت فرمائی:

۱) جب ملی سرمایہ کو لوٹ کا مال سمجھا جانے لگے۔

۲) جب امانت کو مال غنیمت سمجھنے لگیں۔

۳) جب زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جانے لگے۔ (بقیہ صفحہ نمبر:۴۸)

https://www.ashrafia.net

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث کی روشنی میں...

حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب علیہ الرحمہ

ابن جوزی نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال پر آپ کے دفن کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہوا کہ حضور ﷺ کو کس جگہ دفن کیا جائے تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: ”وہ جگہ جہاں حضور جانِ عالم ﷺ کا وصال ہوا ہے، اس خطہ سے افضل کوئی خطہ نہیں ہے“۔

(خلاصۃ الوفاء، صفحہ:۱۲)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”پیغمبر کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جو اسے زیادہ محبوب ہو“۔ (خلاصۃ الوفاء، صفحہ:۱۳)

شیخ سمہودی فرماتے ہیں: ”جو چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو محبوب ہوگی وہ کیسے افضل ترین نہیں ہوگی“۔

حضور جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: ”میری قبر کی جگہ مجھے روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے“۔ (خلاصۃ الوفاء، صفحہ:۱۳،۱۴)

”اے رب قدوس تُو نے مجھے اس سرزمین سے ہجرت کا حکم دیا جو مجھے محبوب تھی اب ایسی جگہ پر مجھے ٹھہرا جو تجھے زیادہ محبوب ہو“۔ (خلاصۃ الوفاء، صفحہ:۱۳، وفاء الوفاء، صفحہ ۳۴)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ایک وقت آئے گا آدمی اپنے اہل وعیال کو دوسری جگہ بلائے گا حالانکہ مدینہ منورہ اس کے لیے بہتر ہے۔ مدینہ کا قیام ان کے لیے بہتر تھا کاش وہ سمجھتے“ (وفاء الوفاء، صفحہ:۳۵)

”ایمان مدینہ منورہ میں پناہ لے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چلا جاتا ہے“ (بخاری شریف، صفحہ:۲۵۲)

”جس شخص نے مدینہ منورہ کی مشکلات پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ و شفیع ہوں گا“۔

(خلاصۃ صفحہ:۱۳، کنز العمال صفحہ:۱۲۵)

جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوا میں اس کا شفیع ہوں گا۔

(کنز العمال، صفحہ:۱۲۵)

خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

(حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ)

”جس سے ہو سکے کہ اسے مدینہ منورہ میں موت آئے تو ایسا

کرے جسے مدینہ منورہ میں موت آئے گی میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(خلاصۃ، صفحہ:۶، کنز العمال، صفحہ:۱۲۵، وفاء الوفا، صفحہ:۳۹)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے حضور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ مکہ سے افضل ہے''۔

(وفاء الوفا، صفحہ:۳۰)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے (قیامت کو) میں اُٹھوں گا پھر ابوبکر، پھر عمر، پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا وہ میرے ساتھ اُٹھیں گے میں پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا''

''جو کوئی اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے گا وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے''۔

(بخاری شریف:۲۵۳، خلاصۃ صفحہ:۱۹)

''جس شخص نے اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ بھی کیا، وہ اس طرح مصائب میں پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں''۔

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی: ''اے اللہ! جس نے میرے ساتھ اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، اُسے جلد تباہ کر دے''۔

(خلاصۃ، صفحہ:۱۹)

''اے اللہ! جس نے مدینہ والوں پر ظلم کیا اور اِنہیں ڈرایا تو اُسے ڈرا اور اُس پر اللہ کی لعنت ہو، فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو''۔ (خلاصۃ، صفحہ:۱۹)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ میرا مقام ہجرت ہے، یہیں میری قبر ہوگی، یہیں سے قیامت کو اُٹھوں گا، میری اُمت پر لازم ہے میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں، جب تک کبائر سے بچیں'' (خلاصۃ، ص:۱۹، ۲۰، وفاء الوفاء، صفحہ:۴۸،۴۷)

جب حضور اقدس ﷺ سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو شوقِ مدینہ میں سواری کو تیز ہانک دیتے۔ (الوفاء، صفحہ:۲۱، بخاری شریف، صفحہ:۲۵۳)

حضور سرورِ عالم ﷺ جب کسی سفر سے واپس آتے تو مدینہ منورہ کے قریب ہو جاتے اور یہ دعا فرماتے کہ: ''اے اللہ! مدینہ منورہ کو ہمارے لیے تسکین اور رزقِ حسنہ بنا دے''۔

(خلاصۃ، صفحہ:۲۱)

فرمایا حضور رحمتِ عالم ﷺ نے: ''اے اللہ کریم! مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ کی نسبت دُگنی برکت عطا فرما''۔

(بخاری و مسلم، خلاصۃ، صفحہ:۲۱)

فائدہ: یہ برکت مال و دولت سے خاص نہیں، اعمال صالحہ کا اجر و ثواب بھی شامل ہے کہ مطلقاً برکت کا ذکر ہے، لہٰذا مدینہ منورہ میں کی گئی نیکی کا ثواب دُگنا و زیادہ ہوگا۔

''مدینہ منورہ کے دروازے پر فرشتے مقرر ہیں اس مقدس شہر میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکیں گے''۔

دوسری حدیث میں ہے کہ: دجال مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا مگر فرشتے اُسے داخل نہیں ہونے دیں گے''

(خلاصۃ، صفحہ:۲۶، بخاری صفحہ:۲۵۲)

حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کوفرشتوں نے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے“۔

(خلاصتہ الوفاء، صفحہ:۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر حاوی ہوگی، تمام سے افضل ہوگی لوگ یثرت کہتے ہیں، وہ مدینہ منورہ ہے۔ (بخاری شریف، صفحہ:۲۵۲)

اس محبوب نگر، دیارِ حبیب، جلوہ گاہِ شہنشاہ لامکان ﷺ کو وہ عروج وفروغ ملا کہ تمام بستیاں اس کے سامنے ماند پڑ گئیں اور افضلیت نمایاں ہوگئی۔

ابن نجار، ابن جوزی، رزیں اور ابن اثیر نے اس حدیث شریف کو بیان کیا ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ یہ غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپا۔ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ منورہ کے غبار میں شفاء ہے۔ (خلاصتہ الوفاء، صفحہ:۲۸)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ ہی سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مدینے کا غبار کوڑھ پن کو ختم کر دیتا ہے“۔ (خلاصتہ الوفاء، صفحہ:۲۸)

مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ، ج:۲، ص:۱۷۶، حدیث:۱۴۱۳)

اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! مدینے میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ، مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔

(مسلم شریف، ص:۱۳، حدیث:۱۳۷۴)

مدینہ منورہ میں کیا جانے والا ہر عمل ایک ہزار کے برابر ہے۔

(احیاء العلوم، ج:۱، ص:۴۳۹)

جب کوئی مسلمان زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ آتا ہے تو فرشتے رحمت کے تحفوں سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔

(جذب القلوب، ص:۲۱۱)

خاکِ مدینہ میں شفا ہے۔ (جذب القلوب، ص:۲۲)

مجھے ایک ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم ہوا، جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اس یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے، یہ بستی لوگوں کو اس طرح پاک وصاف کرے گی، جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۶۱۷، حدیث:۱۸۷۱)

مدینے کو یثرب کہنا گناہ ہے:

ایک روایت میں مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد:۲۱، صفحہ:۱۱۶ پر ہے:

”مدینہ منورہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار، کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو مدینے کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے، مدینہ طابہ ہے“۔

....

https://www.ashrafia.net

قسط:۳

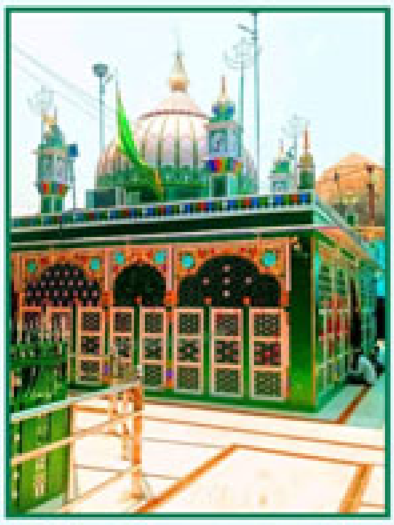

حضرت خواجہ مخدوم سیدنا

علاؤالدین علی احمد صابر کلیری نوراللہ مرقدہٗ

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

اوراللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں ان کی مدد کرے اس شرط کے ساتھ کہ جب یہ کوشش کریں اور صحیح سمت محنت کریں تو شروع سے آخر تک قدم بہ قدم مسلسل اللہ تعالیٰ کی رحمت تامہ

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

اوردرجات عالیہ سے سرفراز ہواور اللہ سے اس کا تعلق کبھی نہ ٹوٹے اور یہ اسی حالت پر قائم ودائم رہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور آسان کرنے والا ہے۔ یہ سطور بروز جمعہ چھ سو باون ہجرت والے سال کے بعد فقیر فرید کے ہاتھ سے لکھی گئی ہیں۔

کلیر شریف کی ولایت:

امام العاشقین زُہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ نے اپنے محبوب مرید وخلیفہ سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ کو اجازت و خلافت عطا فرمانے کے بعد کلیر شریف کی ولایت عطا فرمائی اور آپ کو وہاں جانے کا حکم دیا۔ صاحبِ مراۃ الاسرار لکھتے ہیں ”حضرت گنجِ شکر جب کسی کو رخصت کرتے تھے تو اسے نصیحتِ خاص فرماتے تھے اور کچھ دیر اپنے پاس بٹھاتے تھے لیکن جب حضرت شیخ صابر قدس سرہ نے عرض کی کہ بندے کے حق میں کیا فرمان ہے تو حضرت گنج شکر نے ان کے متعلق ہندی زبان میں فرمایا ”بھوگہا خواہی کرد“ یعنی مزے کروگے اور زندگی راحت سے گزرے گی پس آخر عمر تک آپ کی زندگی راحت سے گزری، آپ بڑے خوش باش اور کشادہ پیشانی تھے“ آگے چل کر حضرت بابا صاحب کے اس ارشاد گرامی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”یہ عبارت مجھے بہت پسند آئی ہے کیونکہ ان جامع کلمات میں حضرت گنج شکر قدس سرہ نے آپ کے حق میں جن نعمتوں کا اشارہ فرمایا ہے ان کی شرح کے لیے کئی دفتر بھی ناکافی ہیں اگر لفظِ ”بھوگہا“ سے دنیا و آخرت کی راحتیں مراد ہیں تو بھی درست ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ”بھوگہا“ سے مراد تجلیاتِ جلال و جمال ہیں جو مختلف مظاہر میں سالک پر وارد ہوتی ہیں تو بھی صحیح ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ اس سے مراد انتہائے قرب و بعدِ حق ہیں جو عین مشاہدۂ حق میں عارف پر عتاب و خطاب ہوتی ہیں یعنی کسی

https://www.ashrafia.net

وقت لذتِ عتاب میں غرق ہوجاتا ہے اور کسی وقت شوقِ خطاب میں بجلی کی طرح چمکتا ہے یہ بھی بے حد زیبا ہے"۔

(مراۃ الاسرار، شیخ عبدالرحمن چشتی، ص۸۵۶)

صاحبِ مراۃ الاسرار کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت صابر پاک قدس سرہ روحانیت کے کتنے بلند مقام پر تھے کہ حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ جب کسی خلیفہ کو شہر کی ولایت عطا فرماتے تو اس کو بہت ساری نصیحتیں فرماتے تھے لیکن جب حضرت صابر پاک نے عرض کی کے میرے لیے کیا حکم ہے یعنی مجھے بھی کوئی نصیحت فرمائیں تو آپ نے اپنے محبوب مرید و خلیفہ کو نصیحت کرنے کے بجائے صرف ایک جملہ فرمایا کہ جاؤ مزے کروگے زندگی راحت سے گزرے گی یعنی آپ جانتے تھے کہ انہیں نصیحت کی ضرورت نہیں یہ ہر طرح سے کامل ہوچکے ہیں۔ چنانچہ حضرت صابر پاک قدس سرہ مرشدِ کامل کے حکم سے کلیر شریف روانہ ہوگئے۔کلیر شریف اس وقت ایک پر فضاء مقام تھا۔آب وہوا سازگار تھی لیکن وہاں کے عوام وخواص اور خصوصاً حکمران طبقہ اپنے غرور وتکبّر اور عیش وعشرت میں بے مثال تھا دین سے دوری اور دنیا میں مشغولیت بہت زیادہ تھی انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام کے مصنف کلیر شریف کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ کی کلیر شریف میں تشریف آوری کے وقت عدم مساوات، ناانصافی، معاشی ناہمواری تھی حکمران طبقہ اور اس کے کارندے عوام الناس کی خدمت سے بے خبر صرف اپنی شکم پروری اور نفس پرستی میں مشغول تھے ان کے ہاتھ میں شمشیر وسنان کے بجائے چنگ (گانے کی طرز) ورباب تھے اور کھلے عام احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی کرتے تھے۔

(انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء، جلد ششم، ص: ۲۶۳)

حضرت صابر پاک قدس سرہ کی کلیر شریف آمد:

حضرت صابر پاک قدس سرہ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کے حکم سے ۱۵؍ذی الحج ۶۵۱ھ بروز دوشنبہ بعد نمازِ فجر پاک پٹن شریف سے کلیر شریف کی جانب روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ صرف علیم اللہ ابدال تھے۔نمازِ ظہر کے بعد کلیر شریف میں داخل ہوئے۔آپ کا قیام مسماۃ گل زادی بنت عبد الصمد بن عبد الواحد بن قطب الدین انصاری کے مکان پر تھا۔ان کے پڑوس میں جمال نامی روغن گر رہتا تھا۔ اس کے سات لڑکے تھے مسماۃ گل زادی کا بیٹا اور جمال اپنے سات بیٹوں کے ہمراہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہوگئے۔حضرت صابر پاک قدس سرہ نے عصر کی نماز ایک مسجد میں ادا کی اور نماز کے بعد تبلیغِ دین کا سلسلہ شروع کیا۔ایک روایت کے مطابق اس وقت مسجد میں دو ہزار افراد موجود تھے۔ جمال اور اس کے بیٹوں نے لوگوں کو حضرت کے مقام و مرتبے سے آگاہ کرنا چاہا اور بتایا کہ آپ اقطابِ زمانہ میں سے ہیں۔آپ کو کلیر شریف کی ولایت عطا ہوئی ہے۔ لہٰذا آپ تمام حضرات حضرت کے دستِ مبارک پر بیعت کریں آپ کے ارشادات

https://www.ashrafia.net

کو غور سے سنیں اور ان پر عمل کریں ان شاء اللہ آپ کو فائدہ ہوگا۔لیکن ان سب کے دل غرور و تکبر سے بھرے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے ان کی بات پر توجہ نہ دی اور سب وہاں سے رخصت ہو گئے۔دوسرے دن پھر یہی صورتِ حال پیش آئی جب آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور ان کو ہدایت و نصیحت شروع کی اور آپ کے معتقدین نے ان سے بیعت کرنے کے لیے کہا تو سب نے انکار کر دیا اور تکبرانہ انداز میں کہا کہ ہمارا پیر قرآن ہے ہمیں کسی سے بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔وہاں ایک قاضی رہتا تھا جس کا نام قاضی تبرک تھا وہ اپنے آپ کو بہت بڑا عالم و فاضل سمجھتا تھا اس نے بھی ان لوگوں کا ساتھ دیا اور حضرت کے ارشادات کو سننے سے انکار کر دیا حضرت صابر پاک قدس سرہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ:''مجھے میرے پیر و مرشد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ نے اجازت و خلافت دے کر یہاں اس شہر میں بھیجا ہے اور مجھے یہاں کی ولایت عطا کی ہے اور''سلطان الاولیاء''کا لقب بھی عطا فرمایا ہے کیا یہ دلیل تمہارے لیے کافی نہیں''۔تمام لوگ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔قاضی تبرک جس کے دل میں آپ کے لیے بغض و عداوت تھی اس نے رئیسِ کلیر جس کا نام قیام الدین عرف زموان تھا اس سے جا کر شکایت کی کہ ایک شخص کلیر میں آیا ہے جو کلیر کی ولایت کا مدعی ہے اور لوگوں کو ورغلا رہا ہے لہٰذا اس کا سدِ باب کیا جائے۔حاکمِ شہر نے اس کی ساری بات سنی اور کہا کہ جمعہ کو دیکھیں گے اس کا معمول تھا کہ وہ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کرتا تھا اور نمازِ جمعہ کے بعد عوام کے جو معاملات ہوتے تھے ان کے فیصلے کرتا تھا۔

کلیر شریف میں پہلی کرامت:

جمعہ کے دن رئیس شہر قیام الدین عرف زموان مسجد آیا۔اسے قاضی تبرک نے آپ کے خلاف بہکایا تھا۔اس نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کی ولایت کے بارے میں سوال کیا انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام کے مصنف اس واقعے کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''حاکم شہر نے حضرت مخدوم پاک قدس سرہ سے دریافت کیا کہ اگر آپ امامت و خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے آپ کو قطبِ زمانہ کہتے ہیں تو بتائیے میری وہ بکری کہاں ہے جو تین ماہ سے گم ہے اگر آپ اس کا پتہ بتا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ واقعی آپ آفتابِ ہند ہیں اور آپ کو امام بھی مانیں گے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی اختیار کریں گے۔آپ نے اسی وقت اپنی ذرا سی توجہ عالم اُرواح کی طرف فرمائی اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ''اے بکری کے کھانے والے لوگوں نکل آؤ''۔آن کی آن میں ستائیس آدمی لرزہ بر اندام پریشانی کی حالت میں آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے آپ نے ان سے فرمایا کہ:''رئیس شہر کی بکری تم لوگوں نے پکڑ کر کھائی ہے''ان لوگوں نے حاکم شہر کے ڈر کی بناء پر صاف انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ:''یہ ہم پر بہتان ہے، ہم بکری کے بارے میں بالکل نہیں جانتے''۔

https://www.ashrafia.net

آپ نے فرمایا کہ: ''بہتر تو یہی ہے کہ تم لوگ خود ہی بیان کر دو وگرنہ ابھی اسی لمحے تمہیں لوگوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا''۔ اس کے بعد بھی وہ انکاری رہے تو آپ نے حاکم شہر کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: ''بکری کا نام کیا ہے''اس نے بتایا حرمنہ، آپ نے نام لے کر بکری کو آواز دی تو ہر شخص کے پیٹ سے جدا جدا آواز آئی کہ میں ان لوگوں کے پیٹ میں ہوں ان لوگوں نے آدھی رات چاہِ صدرق کے کنارے مجھے ذبح کر کے میرا گوشت بھون کر کھایا تھا اور ہڈیاں کھال میں رکھ کر کنویں میں ڈال دیں تھیں۔ یہ سن کر حاکمِ شہر کو بالکل یقین ہو گیا اس نے آپ سے عرض کیا بیشک آپ اقطاب میں سے ہیں۔ حاکمِ شہر چاہتا تھا کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے اتنے میں مکار قاضی تبرک کوفی نے سمجھ لیا کہ معاملہ بالکل الٹ ہو جائے گا اس نے آگے بڑھ کر رئیس شہر کے کان میں کہا کہ آپ ان کے دھوکے میں نہ آئیں یہ بہت بڑا جادوگر معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حاکمِ شہر اس کے ورغلانے میں آ گیا اور کہنے لگا کہ تمہارا معاملہ بہت بڑا جادو معلوم ہوتا ہے یہ سنتے ہی حضور مخدوم پاک نے مسکرا کر فرمایا: ''الحمدللہ آج یہ سنتِ نبوی ﷺ بھی اس عاجز پر پوری ہوئی کہ جادوگر خیال کیا گیا اس کے بعد آپ بیگم گلزادی کے مکان پر واپس آ گئے''۔

(انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستۂ اولیاء، ص ۲۶۶۔۲۶۷)

یہ حضرت صابر پاک قدس سرہ کی پہلی کرامت تھی جو کلیر شریف میں ظاہر ہوئی لیکن پھر بھی ان لوگوں نے آپ کو کلیر کا صاحبِ ولایت ماننے سے انکار کر دیا اور اتنی واضح حقیقت کو جادو کہہ کر جھٹلا دیا۔ لیکن آپ نے اس کے باوجود صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنی قیام گاہ واپس آ گئے۔ حضرت صابر پاک نے کلیر شریف کے تمام حالات خط میں لکھ کر اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید شکر گنج قدس سرہ کی خدمت میں علیم اللہ ابدال کے ذریعے روانہ کیے۔ علیم اللہ پاک پٹن شریف پہنچا اور وہ خط بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے خط پڑھ کر فرمایا خدا کا شکر ہے میرے صابر نے بے حد صبر و ضبط سے کام لیا ہے پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک خط قاضی شہر کے نام لکھا اور اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمایا کہ: ''تم پر لازم ہے کہ میرے صابر کے ہاتھ پر بیعت کرو نجات پاؤ گے''۔ علیم اللہ ابدال وہ خط لے کر کلیر شریف پہنچا اور حضرت صابر پاک کی خدمت میں دیا آپ نے وہ خط قاضی تبرک کو بھیج دیا اس نے وہ خط پڑھتے ہی چاک کر دیا اور کہا ہمارا پیر کلام اللہ ہے ہماری امامت خاندانی چلی آ رہی ہے اگر آپ کو حضور ﷺ نے حکم دیا ہے تو جب وہ ہمیں حکم دیں گے تو ہم مان لیں گے جب یہ چاک شدہ خط حضرت صابر پاک تک پہنچا تو آپ کو شدید صدمہ ہوا اور غصہ آیا فرمایا کہ اس نے میرے پیر و مرشد کا خط چاک کیا ہے۔ ہم اس کو کلیر کی زمین میں سوخت کر دیں گے یعنی (جلا دیں گے)۔ پھر آپ نے وہ چاک شدہ خط پیر و مرشد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ بابا صاحب نے وہ خط دیکھا اور فرمایا پھر آپ حجرے میں تشریف لے گئے۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

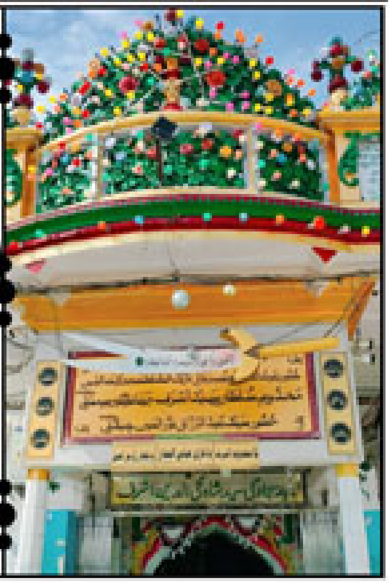

علمائے اشرفیہ

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری اشرفی علیہ الرحمہ

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری اشرفی علیہ الرحمہ دنیائے اہلسنت کی عظیم روحانی و علمی شخصیت تھے۔

ولادت:

آپ ۱۳/اگست ۱۹۴۴ء بمطابق ۲۴/شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور مشرق پنجاب، ہندوستان میں پیدا ہوئے

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ایم۔سی پرائمری اسکول سے پرائمری پاس کی۔

دینی تعلیم:

دینی تعلیم کا آغاز ۱۹۵۱ء میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام (فیصل آباد) سے پھر ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۷ء تک دار العلوم ضیاء شمس الاسلام (سیال شریف) سے، پھر ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء تک جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) سے اکتسابِ فیض کیا۔

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ حضرت علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ (صاحبِ تفہیم بخاری) اور استاد الاساتذہ حضرت علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی بندیالوی علیہ الرحمہ جیسی ہستیاں شامل ہیں۔ان کے علاوہ ۳۲ سے زائد علماء اور محدثین سے (جن میں علمائے عرب و عجم بھی شامل ہیں) سے اسنادِ حدیث حاصل کیں۔اس کے علاوہ مختلف شیوخِ طریقت سے تمام سلاسل میں ۶۱/اجازت و خلافت حاصل کیں۔ان کی تفصیل آپ کی ترتیب دی ہوئی مجموعہ اسناد بنام "الجواھر الغالیۃ فی الاسانید العالیہ" میں دیکھی جا سکتی ہیں۔آپ سے اجازت یافتہ علماء میں پاک و ہند کے علاوہ سعودی عرب، شام دبئی اور مصر وغیرہ کے علماء بھی شامل ہیں۔

بحیثیت مدرس:

فارغ التحصیل ہونے کے فوری بعد آپ نے ۱۹۶۵ میں جامعہ نعیمیہ (لاہور) سے تدریس کا آغاز فرمایا۔ایک سال جامعہ نعیمیہ (لاہور) دو سال جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) چار سال جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم (چکوال) ۱۹۷۲ء میں آپ دوبارہ جامعہ نظامیہ (لاہور) تشریف لے آئے۔ جہاں آپ ۲۹/ سال صدر المدرس اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ ۲۰۲۲ء میں آپ شدید علیل ہو گئے اور تدریس کو خیر آباد کہہ

https://www.ashrafia.net

دیا۔

بحیثیتِ خطیب:

۱۹۷۴ء سے ۲۰۰۱ء تک ۲۸ سال جامع مسجد عمر (لاہور) میں خطابت کے فرائض انجام دیے۔ آپ کی تقریر نہایت عالمانہ، فاضلانہ اور ناصحانہ ہوتی۔

بحیثیتِ مترجم:

مترجم کی حیثیت سے آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ترجمہ قرآن ہے جو **"انوار القرآن"** کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ بہت ساری کتب کے تراجم کیے۔

بحیثیتِ مصنف:

آپ بہترین ادیب، مؤرخ، تذکرہ نگار اور مترجم تھے۔ آپ کا قلم مسلسل چلتا رہا، ہر عنوان پر آپ کی تحریر نظر آتی ہے۔ مختلف رسائل و جرائد میں مضامین شائع ہوتے رہے۔ جامعہ نظامیہ کے پچاس سالہ جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر کتب کی نمائش میں آپ کی تحریر کردہ کتب کی تعداد ۱۰۷ تھی۔

اسفار:

آپ نے جلال آباد، افغانستان، ہندوستان میں سرہند شریف اجمیر شریف، بمبئی، دہلی، بریلی، حرمین شریفین برائے حج و زیارت، انگلینڈ اور (قاہرہ) مصر کے سفر فرمائے۔

مسلکی خدمات:

تمام زندگی مسلکِ حق اہلسنت کی خدمت کرتے ہوئے گزری مرکزی مجلسِ رضا (لاہور)، مکتبہ قادریہ، سنی رائٹرز گلڈ اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی اکیڈمی بندیال کے پلیٹ فارم سے سنیت کی خدمت کی۔

اعزازات:

آپ کی شب و روز محنت اور خدمات کے اعتراف میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کی جانب سے **"گولڈ میڈل"** صفہ اکیڈمی کی جناب سے **"ایوارڈ اور ایک لاکھ کا چیک"** جامعہ نظامیہ کی جانب سے **"مفتی اعظم گولڈ میڈل"** برکاتی فاؤنڈیشن کی جانب سے گولڈ میڈل دیے گئے ہیں۔

سلسلہ اشرفیہ سے عقیدت و تعلق:

آپ کا شمار صوفی منش علماء میں ہوتا ہے۔ عمومی علماء سے بہت مختلف، علمی رعونت اور تکبر سے بہت دور، عاجزی و انکساری کا پیکر تھے۔ صوفیائے کرام کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے شیوخِ طریقت میں بزگانِ سلاسلِ طریقت کی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ آپ نے خود والدِ محترم اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ (پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی سب سے بڑی شخصیت) کو خط لکھا اور نہایت عقیدت و محبت سے خلافتِ اشرفیہ کے لیے درخواست کی۔ والدِ محترم نے حضرت کی دینی، علمی اور مسلکی خدمات کے اعتراف میں تمام سلاسلِ طریقت کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور جب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے عرس کی صدارت کے لیے لاہور پہنچے تو راقم (حکیم سید اشرف) کو بذریعہ کار حضرت کو لانے کا حکم فرمایا۔ راقم حضرت کے گھر

https://www.ashrafia.net

رائیونڈ روڈ پہنچا تو حضرت کو منتظر پایا۔ جب حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ والدِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو منظر دیدنی تھا۔ ایک عظیم شیخ الحدیث والتفسیر آلِ رسول، شہزادۂ غوث الوریٰ مخدوم سمنانی قدس سرہ کی بارگاہ میں نہایت عقیدت ومحبت سے حاضر دست بوسی کر رہا تھا۔ آپ تمام وقت دوزانو بیٹھے رہے۔ ایک گھنٹہ سے زائد اس ملاقات میں روحانیت ونورانیت کے بیش بہا موتی بکھیرے جاتے رہے۔

درگاہ عالیہ اشرفیہ میں حاضری:

جب والد صاحب شدید علیل ہو گئے تو آپ عیادت کے لیے درگاہ عالیہ اشرفیہ حاضر ہوئے اور مزارِ قطبِ ربانی قدس سرہ پر حاضری دے کر والد صاحب کی عیادت فرمائی۔

حضرت کی عنایت:

حضرت نے راقم حکیم سید اشرف جیلانی اور برادرِ اکبر ڈاکٹر سید محمد اشرفی الجیلانی (سجادہ نشن درگاہ عالیہ اشرفیہ) کو تمام طرق سے اسانیدِ حدیث عطا فرمائی۔ اس طرح ہم دونوں بھائیوں کو حضرت کے تلامذہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

یادگار ملاقاتیں:

سب سے پہلے حضرت سے میری ملاقات جامعہ نظامیہ رضویہ میں مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے حجرۂ تدریس میں ہوئی۔ ہم دونوں بھائی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو ان اکابر نے بڑی شفقت فرمائی۔ اس موقع پر مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ احمد علی سندیلوی اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کی صحبت حاصل ہوئی۔ علامہ احمد علی سندیلوی اور علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہما الرحمہ ہمیں چھوڑنے لوہاری گیٹ کے باہر روڈ تک آئے۔ ایک مرتبہ حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوا، جب آپ نے سندِ حدیث میری خواہش پر عطا فرمائی۔ اسی موقع پر دعا بھی فرمائی اور مٹھائی بھی کھلائی۔ ایک مرتبہ جب آپ کراچی تشریف لائے تو ہم دونوں بھائی ملاقات کے لیے (مادرِ علمی) دارالعلوم نعیمیہ حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ہمارے استاد حدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ سے کسی مسئلہ پر محوِ گفتگو تھے۔ ان حضرات نے شفقت فرمائی اور دیر تک ان مقدس ہستیوں کی معیت حاصل رہی۔ اے کاش! آج کے علماء ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عاجزی وانکساری، علم وحلم کا پیکر بن جائیں اور زبان وگفتگو میں حلاوت و چاشنی پیدا کریں اور اختلافات کو ذاتی اختلاف کا رنگ نہ دیں۔

اولادِ امجاد:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔

۱) سب سے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی اشرفی دامت برکاتہم العالیہ یہ بھی والدِ صاحب سے خلافت یافتہ ہیں۔

(ان کا مفصل تعارف بھی پیش کیا جائے گا)

۲) مشتاق احمد ضیاء قادری یہ بھی مستند عالم دین اور اسلامی یونیورسٹی (اسلام آباد) سے ایم۔ اے کر چکے ہیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۴۳)

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

''آخری پیغام''

ریسرچ اسکالر: صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی

کتاب: .... آخری پیغام

مصنف: .... پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

صفحات: .... 240/=

سنِ اشاعت: 2004ء

ناشر: .... ادارہ مسعودیہ، ناظم آباد کراچی، پاکستان

قرآنِ مجید اللہ رب العزت کا وہ آخری پیغام ہے جو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔ اسی الہامی کتاب کی حقانیت، عظمت اور اس کے ابدی و آفاقی پیغام کو نہایت موثر اور مدلل انداز میں بیان کرنے کے لیے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نے ''آخری پیغام'' کے عنوان سے یہ گراں قدر تصنیف پیش کی ہے۔ یہ کتاب درحقیقت ان اہلِ فکر و نظر کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے، جو قرآن کو صرف تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ ایک فکری، روحانی اور عملی دستورِ حیات سمجھتے ہیں۔

کتاب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے قرآنِ حکیم کی اہمیت، حکمت اور معنوی عظمت کو خود قرآنِ مجید کی آیات کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ مصنف نے قرآن کے ان پہلوؤں کو بھی اُجاگر کیا ہے جو عصرِ حاضر کے انسان کے لیے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ چاہے وہ اخلاقی اقدار ہوں سماجی اصول یا روحانی ارتقاء کے مراحل۔ کتاب کا اسلوب نہایت سادہ، سلیس اور عام فہم ہے، جو علمی گہرائی کے ساتھ ساتھ قاری کو ذہنی و قلبی سطح پر بھی متاثر کرتا ہے۔

مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کو سمجھنا محض علماء یا اہلِ دانش کا حق نہیں بلکہ ہر شخص جو اخلاص اور دلچسپی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے، اس کے معانی تک رسائی حاصل کرسکتا ہے یہ بات کتاب میں بار بار واضح کی گئی ہے کہ قرآن نہایت سادہ اور آسان زبان میں نازل ہوا تاکہ ہر انسان اس کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکے۔

کتاب میں قرآن کے ساتھ چودہ سو سالہ تعامل کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کس طرح مختلف ادوار میں اُمتِ مسلمہ اور دنیا کے دیگر مفکرین نے قرآن کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھا۔ مختلف مکاتبِ فکر اور اہلِ دانش کے قرآن سے متعلق افکار و اقوال کو نقل کر کے مصنف نے اس کتاب کو فکری گہرائی عطا کی ہے۔

https://www.ashrafia.net

اس ضمن میں نہ صرف مسلم علماء بلکہ غیر مسلم دانشوروں کے خیالات بھی شامل کیے گئے ہیں جو قرآن کی صداقت اور اس کی تعلیمات کی وسعت کے معترف ہیں۔

''آخری پیغام'' ایک ایسی کتاب ہے جو نہ صرف فکری طور پر قاری کو جھنجھوڑتی ہے بلکہ روحانی طور پر بھی اسے جھکنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ صرف ایک علمی تحقیق نہیں بلکہ قرآن سے ایک قلبی وابستگی کا ثمر ہے، جسے مصنف نے نہایت محنت، اخلاص اور گہرے مطالعے کے بعد مرتب کیا ہے۔

نتیجہ:

''آخری پیغام'' ایک منفرد، بصیرت افروز اور جامع تصنیف ہے جو ہر اس شخص کے لیے نہایت مفید اور بامعنی ہے، جو قرآن کی اصل روح کو جاننے، سمجھنے اور اپنی زندگی میں نافذ کرنے کا خواہاں ہو۔ یہ کتاب نہ صرف قرآنی پیغام کو عام فہم انداز میں پیش کرتی ہے بلکہ قاری کے دل میں قرآن کی محبت، احترام اور عمل کی تڑپ بھی پیدا کرتی ہے۔ آج کے دورِ زوال میں ایسی کتب کی اشد ضرورت ہے جو قرآن سے رشتہ جوڑیں اور اسے محض ایک مقدس کتاب کے بجائے ایک زندہ اور متحرک نظامِ حیات کے طور پر پیش کریں۔

بقیہ ''حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری اشرفی علیہ الرحمہ''

۳) حافظ نثار احمد قادری، یہ قاری اور حافظِ قرآن ہیں اور حضرت کے قائم کردہ ''مکتبہ قادریہ'' کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تینوں کو اپنے والد کی علمی و روحانی وراثت کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصال:

تمام زندگی دین اسلام اور مسلکِ حق اہلسنت کی خدمت کرتے ہوئے۔ ۲؍ستمبر ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بروز اتوار لاہور میں داعی اجل کو لبیک کہا اور جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی نیک اولاد، بے شمار شاگرد اور کتبِ کثیرہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ آپ کے سوئم میں ہم دونوں بھائیوں نے شرکت کی۔ حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی علیہ الرحمہ نے اپنے علمی خطاب میں حضرت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

قیامت تک کے لیے عمرے کا ثواب

فرمانِ رسولِ ہاشمی ﷺ:

''جو **عمرہ** کے لیے نکلا اور **فوت** ہو گیا اس کے لیے قیامت تک **عمرہ** کرنے والے کا **ثواب** لکھا جائے گا''۔

(مسند ابی یعلی، الحدیث: ۱۳۲۷، ج:۵، ص:۳)

https://www.ashrafia.net

طب و صحت

مسوڑھے اور دانت کے امراض کا علاج

انتخاب و پیشکش: صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی

اکثر افراد حفظانِ صحت کے اصولوں کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں لہٰذا اس پر عمل نہیں کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں دورِ حاضر میں بہت کم لوگ خلال کی غیر معمولی اہمیت سے واقف ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ اکثریت بے عمل ہے ان فائدوں سے محروم اور امراض میں بتلا رہتے ہے مندرجہ ذیل اصولوں کو غور سے پڑھیے اور ذہن نشین کر لیجئے اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیجئے:

کھانے کے بعد دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان پھنسے ہوئے خوراک کے ریزوں کو خلال کرنے کی تیلی (Tooth-Pick) سے باہر نکالیے اسی کو خلال کرنا کہتے ہیں۔ خلال کرتے ہوئے کلیاں بھی کرتے جائیے تاکہ دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان خوراکوں کے ریزے پھنسنے کی جگہ کلی سے دھل کر صاف ہو جائے روزانہ رات کو سونے سے پہلے یہ عمل کریں تو خواہ دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان خوراک کے ریزے پھنسے ہوئے ہوں یا نہ ہوں بہر حال اس طرح دانت صاف کرنا نہایت ضروری اور نہایت لازمی ہے۔

رات سونے سے پہلے روزانہ اس طرح دانت صاف کیے بغیر مسوڑھے اور دانتوں کا بالکل صحت مند ہونا محال ہے۔

مسوڑھوں کی مالش اور نمک:

دانت صاف کرتے وقت خلال کرنے کے بعد اپنے مسوڑھوں کو انگلی سے ذرا دبا کر مسوڑھوں پر بار بار انگلی پھیریں اسی کو مسوڑھوں کی مالش کہتے ہیں۔

مسوڑھوں کے علاج اور توانائی کے لیے گھروں میں ہانڈی کے اندر استعمال ہونے والی سب سے سستی چیز نمک سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ نمک کو کوٹ پیس کر اس کو چھان کر خوب باریک سفوف بنالیں۔

سفوف جتنا زیادہ باریک ہوگا اتنا ہی جلد اور زیادہ فائدہ کرے گا۔ مسوڑھوں کی مالش کرتے وقت یہ سفوف انگلی میں لگا کر انگلی سے مسوڑھوں پر لگا کر مالش کریں۔

مسوڑھے اور دانت دونوں ہی تندرست ہونے چاہیے لیکن ایک ڈاکٹر کا قول ہے ''مسوڑھوں کی تندرستی دانت چمکدار ہونے سے زیادہ مفید ہے''۔

https://www.ashrafia.net

ڈاکٹر موصوف نے مسوڑھوں کی اہمیت کا احساس دلانے کے لیے اس قول میں طبی مبالغہ کیا ہے کیونکہ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ صرف دانتوں پر توجہ دی جاتی ہے اور مسوڑھے نظر انداز ہو جایا کرتے ہیں حتی کہ اس مدافعت کے بغیر بیماری مسوڑھوں کو گھیر لیتی ہے اس لیے مسوڑھوں پر بھی پوری توجہ دینا چاہیے دانتوں کی بیماری سے مدافعت تندرستی اور توانائی اور بیماریوں کے علاج کے لیے سب سے بہترین چیز پھٹکری ہے اس میں اگر نمک بھی شامل کر لیا جائے تو یہ دانتوں کے لیے اور زیادہ مفید ہو جاتی ہے پھٹکری کو کوٹ پیس کر چھان کر خوب باریک سفوف بنالیں پھر پھٹکری کے ہموزن نمک لے لیں اور اسے بھی کوٹ پیس چھان کر خوب باریک سفوف بنالیں اور دونوں سفوف ملانے کے بعد ایک بار اور چھان لیں یہ مرکب صفوف بطور منجن باری باری خلال کلیاں اور مسوڑھوں کی مالش کے بعد دانت مانجھنے کے لیے استعمال کریں۔ خیال رہے کہ مسوڑھوں کے مالش کے لیے صرف نمک کا سفوف استعمال کریں اور دانت مانجھنے کے لیے استعمال کریں یہ سفوف مفرد ہی مسوڑھوں کی مالش کے لیے استعمال نہ کریں مسوڑھوں کی مالش کے لیے نمک کا مرکب سفوف بہترین ہے اور مسوڑھوں کی ہر تکلیف کا شافی علاج ہے

مسوڑھوں کی تقویت:

روغن زیتون دانت اور مسوڑھوں پر انگلی سے چند منٹ صبح اور رات سونے سے پہلے ملے۔ کلی نہ کریں یہ سلسلہ روز بلا ناغہ جاری رکھیں مسوڑھے مضبوط ہو جاہیں گے۔

دانتوں پر جمع ہوا میل:

نسخہ: نیبو کا عرق انگلی سے دانتوں پر روزانہ بلا ناغہ ملیں جما ہوا میل اتر جاتا ہے۔

دانتوں پر سیاہ نشان:

چنبیلی کے پتے تھوڑے سے حسب ضرورت پانی میں ابالیں پھر ٹھنڈا ہونے دیں۔ جب نیم گرم رہ جائے تو اس پانی سے صبح کو کلیاں کریں یہ سلسلہ روزانہ بلا ناغہ جاری رکھیں سیاہ نشان اس طرح خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

دانت پیسنا سونے کے دوران:

نسخہ: جوارش جالینوس (مشہور طبی دوا) استعمال کریں۔

بچوں کے دانت نکلنا:

دانت نکلنے کے دوران بچے کو کیلشیم (چونا) کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ بچہ دودھ اگر شوق سے استعمال کرتا ہے تو بچے کی غذا میں وافر مقدار میں شامل کر لیں۔

کیلشیم کی قلت دور کرنے اور آرام و سکون کے ساتھ مضبوط اور طاقتور دانت نکالنے میں مندرجہ ذیل ہومیو پیتھک دوا کافی مقبول ہے

نسخہ: کلکیر یا فاس (12-5-7) قطرے یا (5-7) گولیاں دن میں دو بار اس کا روزانہ استعمال کریں دانت نکلنے تک جاری رکھیں یہ موتی جیسے خوبصورت دانت نکلنے کی ضمانت ہے۔

https://www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

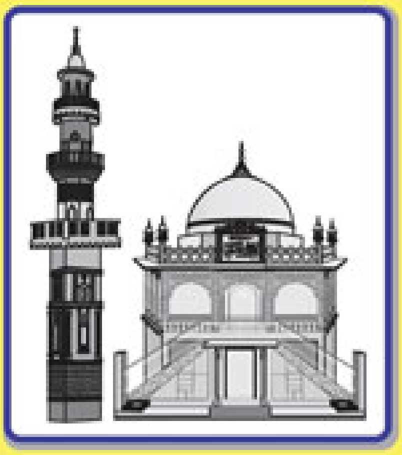

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

دوسری عالمی سیرت کانفرنس:

۹/اپریل بروز بدھ یونیورسٹی آف واہ (اسلام آباد) میں دوسری عالمی سیرت کانفرنس کا اہتمام ہوا۔ جس میں ملکِ پاکستان کے مختلف اسکالرز، ڈاکٹرز اور پروفیسر حضرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے وہاں پر دیے گئے عنوان پر مقالہ بھی پیش کیا۔ آپ نے سیرتِ طیبہ میں **''نوجوانوں کی اخلاقی تربیت اور مصنوعی ذہانت کا کردار''** کے موضوع پر مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔ جسے آڈیئنس نے بہت زیادہ پسند فرمایا۔ آپ کے ہمراہ جناب محمد خلیل اشرفی (حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید) نے بھی اس کانفرنس نے شرکت کی۔

ماہانہ محفلِ درسِ قرآن:

۱۱/اپریل بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد نورانی G-11 نیو کراچی میں ماہانہ محفل درسِ قرآن کا اہتمام ہوا۔ جس سے فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے خطاب **''میں الحاد اور اس کے پھیلتے ہوئے اثرات''** پر گفتگو فرمائی اور عوام الناس کو اس فتنے سے بچنے کے لیے بہت سی تدابیر بیان فرمائی۔ خطاب کے بعد صلوٰۃ و سلام ہوا اور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔ محفل کے اختتام پر لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام بھی ہوا۔

عظیم الشان شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ کانفرنس:

۱۳/اپریل بروز اتوار، بعد نمازِ عشاء تیسری عظیم الشان سالانہ شہنشاہِ بغداد کانفرنس کا اہتمام ہوا جس میں ملکِ پاکستان کے مشہور و معروف ثناء خوانوں نے شرکت فرمائی۔ صاحبزادہ حافظ سید حسین اشرف جیلانی امریکہ سے خاص طور پر اس محفل کے لیے تشریف لائے۔ دوست احباب کے ساتھ مل کر اس محفل کو بڑے احسن طریقے سے سجایا۔ کانفرنس میں خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں **''تعلیمات غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور اصلاحِ معاشرہ''** دونوں پر مدلل گفتگو فرمائی اور یہ بتایا کہ: ''حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ پر عمل کر کے ہی ہم

https://www.ashrafia.net

معاشرے میں فلاح وبہبود کے کام کر سکتے ہیں اور معاشرت کو ایک اچھی سمت کی طرف گامزن کر سکتے ہیں''۔ خطاب کے بعد ثناء خوانِ رسول ﷺ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیۂ نعت پیش کی۔ محبوب المشائخ صاحبزادہ سید محبوب اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اس محفل کی صدارت فرمائی۔ خانوادۂ اشرفیہ کے دیگر صاحبزادگان نے بھی اس محفل میں شرکت فرمائی اختتام پر صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید حسین اشرف جیلانی نے بارگاہِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں مناقب کا نذرانہ پیش کیا اور مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے خصوصی دعا فرمائی۔ آخر میں لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام ہوا۔

محفل شادی خانہ آبادی:

۱۵ ر اپریل بروز منگل بعد نمازِ عشاء نیو کراچی B-11 میں محفلِ نعت وبیان بسلسلۂ شادی خانہ آبادی کا اہتمام ہوا۔ جس میں شہر کراچی کے مشہور ومعروف ثناء خوانوں نے شرکت کی۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے اس موقع پر خصوصی خطاب فرمایا۔ خطاب سے قبل حافظ محمد ساجد قادری، صاحبزادہ حافظ سید حسین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت میں ﷺ ہدیۂ نعت پیش کی۔ محفل کے اختتام پر اہلِ خانہ کی طرف سے لنگر کا بھی اہتمام کیا گیا اور سب نے دولہا ودلہن کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

عرسِ قائد اہلِ سنت علیہ الرحمہ:

۱۹ ر اپریل بروز ہفتہ، بعد نمازِ عشاء، کوثر مسجد موسیٰ لین میں عظیم الشان عرسِ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا اہتمام ہوا۔ جس سے مختلف علمائے کرام اور مذہبی اسکالرز نے خطاب فرمایا۔ خصوصی طور پر فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے شرکت فرمائی اور اس موقع پر خصوصی خطاب بھی فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی زندگی اور ان کے مختلف کارناموں پر گفتگو فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا کہ: '' آج ضرورت ہے کہ پھر کوئی قائد اہل سنت کی طرح اہل سنت کے اس بیڑے کو سنبھالے اور اس کو صحیح راہ کی طرف گامزن کرے''۔ خطاب کے بعد آپ نے تمام کے لیے خصوصی دعا فرمائی اور محفل کے اختتام پر لنگرِ نورانی کا بھی اہتمام کیا گیا۔

سالانہ اشرف المشائخ قدس سرہ کانفرنس:

۲ ر مئی بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقۂ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نور اللہ مرقدہ کے سالانہ فاتحہ کے سلسلے میں کانفرنس میں منعقد کی گئی۔ الحمد للہ! ہر سال یہ کانفرنس نیو کراچی میں منعقد ہوتی ہے، جس میں خانوادۂ اشرفیہ کے تمام شہزادگان اور حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مریدین ومعتقدین کی بڑی تعداد نے شرکت کرتی ہے۔ حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے اس کانفرنس میں خصوصی خطاب فرمایا اور حضرت اشرف المشائخ حضرت

ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی نوراللہ مرقدہ کی حیات و تعلیمات پر گفتگو فرمائی۔ خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے بارگاہ اشرف المشائخ قدس سرہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا، بعدازاں صلوٰۃ وسلام اور لنگر کا اہتمام ہوا۔

سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ):

سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ) کے تحت ہر سال کی طرح اس سال بھی اجتماعی قربانی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں:

گائے فی حصہ -/24500

فی بکرا -/34000

اپنا حصہ ملانے کے لیے

جناب قدیر اشرفی

(0319-7719680)

جناب بلال اشرفی

(0300-9258811)

سے رابطہ کریں۔

اپنی **"قربانی کی کھالیں"**

"سمنانی ویلفیئر (ٹرسٹ)" کو دے

غریب ونادار اور مستحق افراد کی امداد کیجیے۔

بقیہ "قیامت کی نشانیاں"

(۴) جب آدمی بیوی کا اطاعت گزار اور ماں کا نافرمان بن جائے

(۵) جب آدمی دوست سے حسن سلوک اور باپ سے بدسلوکی کرنے لگے۔

(۶) مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔

(۷) قوم کا رہنما ان کا ذلیل ترین آدمی ہونے لگے۔

(۸) آدمی کی عزت اس کے شر (برائی) کے خوف سے کی جائے

(۹) شراب پی جانے لگے۔

(۱۰) ریشم پہنا جانے لگے۔

(۱۱) گانے بجانے والی عورتیں اور آلاتِ موسیقی رکھے جائیں

(۱۲) اس اُمت کے آخری لوگ پچھلوں پر لعنت کریں۔

(۱۳) جب سود کو تجارت کہہ کر حلال کرنے لگیں۔

(۱۴) جب رشوت کو ہدیہ کہہ کر حلال کرنے لگیں۔

(۱۵) جب زکوٰۃ کے مال کو مال تجارت بنالیں۔

(کنز العمال، حدیث: ۳۸۴۹)

"قربانی اور نماز"

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

ترجمہ: تو تم اپنے رب کے لیے "**نماز**" پڑھو اور "**قربانی**" کرو۔

(پارہ: ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت نمبر: ۲)